ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة

بسم اللہ الر...

الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

بدر

QADIAN

اگر تو تشنہ نبی لذ فراق یار ازل | Regd. No. L ... | بنوش جرعہ وصلش ز جام نورالدین
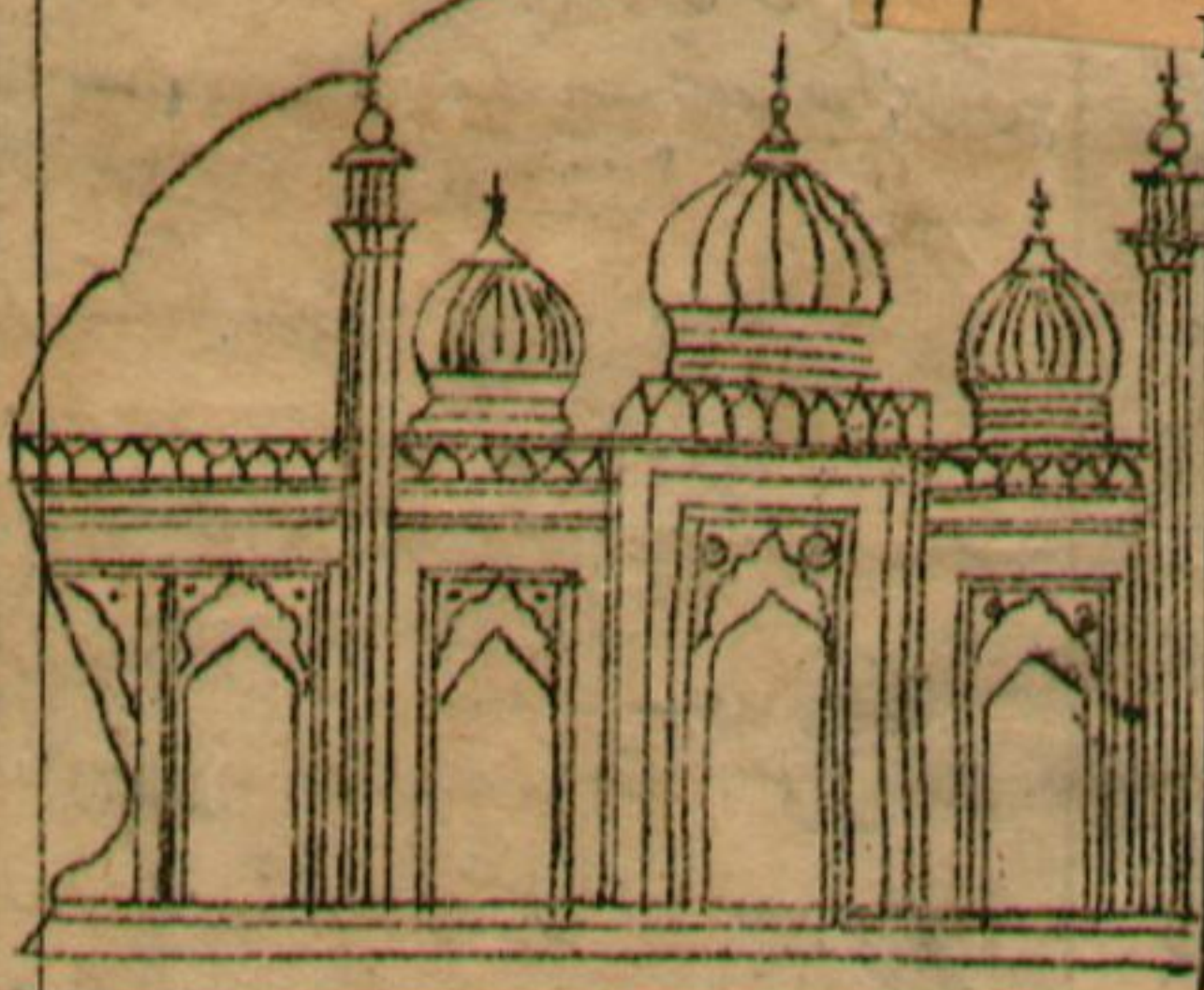
جلد ۱۳ | ۲- جمادی الاول سنہ ۱۳۳۱ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۰- اپریل سنہ ۱۹۱۳ء و ۲۹ چیت سمت ۱۹۷۰ | نمبر ۶

ضعیف و مردہ دلے گر لقادیاں در آ | بروز جمعرات | کہ ہست محی و موتی کلام نورالدین

ایڈیٹوریل

ہم اور گورنمنٹ

معزز ہمعصر اخبار عام اپنے عیسائی بھائیوں کو گڈ فرائیڈے کی مبارکباد دیتے ہوئے احمدی مضمون نویسوں کی اس تجویز پر اظہار ناراضگی کرتے ہیں کہ یورپ کو مسلمان بنانے کی کوشش کی جائے اور اخیر میں دُعا کرتے ہیں کہ ہمارے فرمانروا عیسائی لوگ اپنے مذہب کی خوبیوں پر اسی طرح قائم رہیں اور پرماتما ان کا بھی محافظ رہے۔" گڈ فرائیڈے کی مبارکباد میں ہم اپنے ہمعصر کے ساتھ ہم آواز ہیں اور ہم تو ہر ایک فرائیڈے (جمعہ) کے دن کو گڈ اور دوسرے دنوں سے بہتر بلکہ بسٹ یقین کرتے ہیں۔ ہر ایک جمعہ ہمارے لئے عید کا دن ہے اور ہم اپنے ہمعصر کی اس دعا پر کہ پرماتما ہمارے فرمانرواؤں کا محافظ رہے۔ آمین کہتے ہیں کیونکہ اس فرمانروا سے ہم کو ہر طرح کا آرام اور سکھ ملا ہے۔ جس کی نظیر ہم دیگر سلطنتوں میں نہیں دیکھتے۔ ہم دلی عقیدہ کے ساتھ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کے شکرگذار اور اس کی نیکیوں اور خوبیوں کے ممنون احسان ہیں۔ جن لوگوں نے ہندوستان میں بے چینی پھیلانے کی کوشش کی۔ ہماری جماعت ہمیشہ ان سے الگ رہی۔ اور ان کے طرز و طریق کو کبھی پسند نہ کیا۔ یہی سبق ہم نے اپنے پیشوا حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب سے پڑھا۔ اور اسی پر عملدرآمد کرنے کی تاکید ہمیں اپنے موجودہ لیڈر حضرت خلیفۃ المسیح سے مل رہی ہے۔ اگلے دن کا ذکر ہے کہ علاقہ لائل پور سے ایک احمدی بھائی کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ یہاں لوگ انگریزی مال کو بائیکاٹ کرنا چاہتے ہیں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت نے جواب میں لکھا ہے کہ تم ایسے لوگوں کے ساتھ ہرگز شامل نہ ہو۔ یہ ہمارے طرز و طریق کے مخالف ہے۔ غرض ہم صدق دل سے گورنمنٹ کے ہر پہلو میں شکرگذار اور وفادار ہیں۔ نہ ہم کسی خونی مہدی کے آنے کے منتظر ہیں جو غیر مسلم گورنمنٹوں کو ہلاک کرے گا ہمارا مہدی آچکا اور وہ امن کے ساتھ اپنا پیغام پہنچا چکا اور نہ پولیٹیکل جھگڑوں میں حصہ لینا ہماری تبلیغ میں شامل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت خواجہ صاحب کو بھی اپنے خط میں یہی تاکید فرمائی ہے کہ وہ اپنا مقصد صرف دین اسلام کی حقانیت کا پھیلانا رکھیں اور پولیٹیکل بحثوں میں دست اندازی نہ کریں۔ جب سے یہ سلسلہ پیدا ہوا ہے۔ یہی طریق ہمارے اندر جاری ہے۔ ہاں ہم اپنے ہمعصر کے ساتھ اس کی اس دُعا یا خواہش کے ساتھ متفق الرائے نہیں ہیں کہ ہمارے فرمانروا اپنے عیسائی دین پر قائم رہیں اور نہ ایسی دُعا کبھی قبول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ زمانہ دن بدن روشنی کی طرف ترقی کر رہا ہے۔ اور خود یورپ کے محققین دین یسوعی کے نقص اور خرابی سے آگاہ ہو کر دن بدن اس سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ ہم کیوں ایسی خواہش اپنے دل میں لاویں کہ جن لوگوں کے ہم احسانمند ہیں وہ ایک ناقابل عمل عقیدہ پر جمے رہیں۔ جو کبھی کسی کی عملی مفید زندگی میں کارآمد نہیں ہو سکتا۔ جس صورت میں کہ گورنمنٹ نے شخص کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اور

بدر پریس قادیان میں سیار...

ہر ایک اپنے مذہب کی خوبیوں کو دوسروں کے سامنے بے خوف پیش کر سکتا ہے۔ تو ہم کیوں ان سچائیوں کو جو انسان کے رُوح اور جسم کو ایک سکھ اور امن کی حالت میں ہمیشہ کے واسطے لے جاتی ہیں۔ اپنے مہربانوں کے سامنے پیش نہ کریں۔ اسی اہم مقصد کو لے کر خواجہ صاحب لنڈن میں بیٹھے ہیں۔ اور اگر انہیں مجبوراً اپنی کوششوں کے راہ میں اپنے مقصد سے ہٹ کر کوئی دائیں بائیں روشنی ڈالنی پڑتی ہے۔ تو وہ بھی اسی غرض سے ہے۔ کہ مقصد اصلی کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کی کوئی سبیل نکل آوے۔ صاحب اخبار عام یا کوئی دوسرا شخص اس امر پر ہنسے اس کا اختیار ہے مگر ہم اللہ تعالےٰ کے فضل پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کا جھنڈا یورپ میں گاڑا جائے گا اور جو لوگ ہمارے ملک سے لے رہے ہیں۔ ہم ان کے دلوں کو فتح کریں گے اور انہیں بالآخر جنت کی راہ دکھائینگے وان اللہ علےٰ کل شیء قدیر۔

قسمت

یوروپین دنیا کا ایک بڑا اعتراض اہل اسلام پر یہ ہوا کرتا ہے کہ مسلمان قسمت کے قائل ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ دنیا میں کون ہے جو قسمت کا قائل عملی رنگ میں نہیں ہر ایک نیک و بد چیز دنیا بھر میں اپنے انداز سے (تقدیر) کے مطابق تقسیم ہو رہی ہے۔ چور کے واسطے جیل خانہ ہے اور محنتی اور کاریگر کے واسطے انعام ہے۔ حال میں ہی یورپ کے بعض انگریزی اخباروں میں سلطان عبدالحمید کی ڈائریاں چھپ رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ ڈائریاں مسیح کی انجیلوں کی طرح صرف لکھنے والوں کے خیالات ہیں یا سلطان کے فی الواقعہ الفاظ ہیں۔ بہرحال ان میں بھی یہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا بڑا باعث قسمت کا خیال ہے۔ مگر یہ اسلامی مسئلہ نہیں۔ امریکہ کے مشہور مصنف ہنری ڈیوڈ تھورو[1] نے دوستی کے مضمون پر ایک چھوٹی سی کتاب شائع کی ہے اور اس کے صفحہ ۱۲ پر وہ لکھتا ہے حقیقی دوستی کے معاملہ میں ہم سب مسلمان اور قسمت کے قائل ہیں۔ اس فقرہ سے دو باتیں ظاہر ہیں۔ ایک تو یہ کہ مغربی لوگ بھی اکثر معاملات میں قدرت کی پیچیدگیوں سے حیران ہو کر خدائی ہاتھ کے قائل ہونے لگتے ہیں دوم یہ کہ ایسے عقیدے کو مذموم خیال کر کے پھر اہل اسلام کی طرف اُسے منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ الفاظ قسمت اور تقدیر کے صحیح مفہوم عین فطرت انسانی کے مطابق اور آدمی کو چست اور ہوشیار اور کارکن بنانے والے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام انگریزی میں

یورپ کا لٹریچر اسلام کے متعلق مخالفت سے بھرا پڑا ہے۔ کوئی انگریزی کتاب اُٹھا کر دیکھو۔ اس میں خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی حملہ اسلام پر ہو گا۔ اس بد اثر کو دُور کرنے کے واسطے ایک بڑی مدت درکار ہے یا بڑی سخت توجہ محبان اسلام کی۔ میں نے بعض انگریزی کتابوں کے مطالعہ میں اس امر کو مدنظر رکھا ہے کہ وہ اسلام پر کیا کیا حملے کرتے ہیں اور کس طرز میں۔ اسی خیال پر میں نے ایک انگریزی ناول بنام ان دی شیڈو آف اسلام[2] پڑھا تھا۔ جو دو سال ہوئے شائع ہوا تھا یہ ناول دراصل ترکوں کے متعلق ہے۔ اور اسلام کے متعلق جو کچھ اس میں ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے لیکن ایک بات قابل ذکر ہے کہ انگریزی ناول صدہا دیکھے جاتے ہیں۔ ہزار ہزار صفحات کی کتاب میں اوّل سے آخر تک خدا کا نام نہیں آتا۔ لیکن یہ ناول چونکہ ایسے لوگوں کے ذکر پر مشتمل ہے جو مسلمان ہیں اسواسطے جا بجا اللہ تعالےٰ کا نام آتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر انسان کو اللہ تعالےٰ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں ادب کے واسطے تو کوئی لفظ ہے ہی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام روکھا سا لکھ دیا جاتا ہے مگر ہمارے مبلغین کو جو لنڈن میں کام کرتے ہیں یا دوسرے انگریزی شہروں میں یا ہندوستان میں انگریزی مضامین لکھتے ہیں اس امر کی پابندی کرنی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ لکھے جائیں۔ بلکہ ان حروف کے واسطے خاص ٹائپ بنوا لینے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی یوروپین دنیا میں یسوع کے نام کی طرح پھیکا اور روکھا سارہ جاوے۔ ہمارے حضرت خواجہ صاحب نے ہند میں تو آنحضرت صلعم کے متعلق جو ضمائر لکھتے تھے وہ بھی اشارہ صلوٰۃ سے خالی نہ رہنے دیتے تھے۔ معلوم نہیں کہ لنڈن میں رسالہ نکالنے کے وقت انھوں نے کیوں کوئی ایسی تجویز تاحال نہیں سوچی جس سے آنحضرت صلعم کے نام کے ساتھ درود اور سلام کا التزام قائم رہے

کتب ولائتی

ڈاک ولایت میں یا بعض ایڈیٹوریل مضامین میں ہم بعض ایسی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں جو بڑی تلاش سے ملک امریکہ وغیرہ سے منگوائی جاتی ہیں اور دین صلیبی کی تردید میں ان سے خاص امداد ملتی ہے۔ جو اصحاب اُن کتابوں میں سے کسی ایک کو منگوا کر اپنے پاس رکھنا چاہیں تاکہ کسی مباحثہ یا گفتگو کے وقت دکھانے کے کام آویں وہ ہماری معرفت ایسی کتابوں کو منگوا سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ قیمت کتاب درخواست کے ساتھ آنی چاہیئے۔ کیونکہ اُن ممالک سے وی پی نہیں آسکتا اور قیمت کا پیشگی روانہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ضرورت اُستاد

مدرسہ احمدیہ کیواسطے ایک انٹرنس پاس اُستاد کی ضرورت ہے۔ ٹرینڈ کو ترجیح دیجائیگی۔ درخواستیں بنام صاحب ناظم مدرسہ احمدیہ آویں۔

تلاش منگل خانصاحب احمدی اور انکے فرزند عبدالصمد خاں صاحب جو دہلی میں پارسل کلرک تھے ہر دو صاحبان اب کہاں ہیں کیا کوئی صاحب انکا پتہ بتلا سکتا ہے اخبار عدم پتہ میں واپس ہو کر بند ہے۔ ایڈیٹر

---

[1] Friendship by Henry David Thoreau; Alfred Bartlett; Boston — (U. S. A)

[2] In the Shadow of Islam by Demetra Vak, Constable & Co 1911

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسیحی مذہب کی صداقت کا ایک نرالا ثبوت

آجکل مشنریوں کو اسبات کا بہت گھمنڈ ہو رہا ہے کہ بلغاری ۔ سروی اور یونانی عیسائی ترکوں پر فتح پا رہے ہیں اور کہ یہ عیسائیت کی سچائی کا نشان ہے ۔ اگر کسی مذہب کی سچائی کے پرکھنے کا یہ طریق درست ہے تو پھر سب سے اول تو یسوع کو دیکھنا چاہیئے جو یسوعی مذہب کا بانی تھا کہ وہ اپنے مخالفین کے بالمقابل کتنا کامیاب ہوا ۔ اور پھر حوارین کو دیکھنا چاہیئے جن میں سے سوائے ایک کے سب کے سب دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے ۔ ہمارے مکرم دوست مولوی شیر علی صاحب بی ۔ اے نے اس امر پر ایک لطیف مضمون لکھا ہے جو کہ ہم ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے درج اخبار کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ مضمون ایک رسالے کی صورت میں شائع کرکے مفت تقسیم کرنا چاہیئے ۔ جو اصحاب اس کی خرید اور تقسیم میں مدد کرنا چاہیں وہ میاں محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان کو اپنے عندیہ سے اطلاع دیں ۔ ایڈیٹر ۔

کچھ عرصہ سے مسیحی صاحبان اپنے مذہب کی سچائی ثابت کرنے کے لیے ایک جدید دلیل پیش کر رہے ہیں انھوں نے ایک طرف مغربی دُنیا کو جو مسیحی دُنیا کہلاتی ہے دیکھا کہ وہ مادی امور اور مشینوں کی ایجاد اور دولت کے جمع کرنے میں بہت ترقی کر گئی ہے ۔ دوسری طرف مشرقی دنیا جو مسیحی مذہب کے سوا دوسرے مذاہب کی پیرو ہے اس کی طرف نظر کی اور دیکھا کہ وہ ان امور میں مغربی دنیا سے بہت پیچھے ہے اور جس قدر جنگی بیڑوں ۔ تار برقی ہوائی جہازوں اور زمین کے خزانوں کا اسباب آجکل مسیحی دُنیا کے پاس ہے وہ مشرقی دُنیا کے پاس نہیں اس فرق کو دیکھ کر مسیحی مشنریوں اور پادری مزاج مسیحیوں کو ایک نیا خیال سوجھا ۔ اور وہ نیا خیال یہ ہے کہ چونکہ مسیحی ممالک کے لوگ مذکورہ بالا امور میں جن کو مجموعی رنگ میں تہذیب یا سویلیزیشن کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے دوسرے ممالک سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے یہ فرق مسیحی مذہب کی سچائی کا ایک ثبوت ہے ۔ چونکہ آجکل اس امر پر بہت زور دیا جاتا ہے اس لیے مناسب ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ مسیحیوں کا یہ دعویٰ کہانتک درست ہے ۔

(۱) اس دعوے کو جانچنے کے لئے سب سے پہلے ہم مسیحیوں کی کتب مقدسہ کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ اور دیکھتے ہیں کہ کیا ان کتابوں کی رُو سے مسیحی اقوام کی مادی امور میں ترقی اور اُن کی دولت اُن کے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہو سکتا ہے ۔ اور کیا ان کتابوں میں ایسی تہذیب کو جیسی کہ مسیحی ممالک میں نظر آتی ہے سچے ایمانداروں کا خاصہ بیان کیا گیا ہے ۔ پس اس غرض کے لیے جب ہم نئے عہد نامہ کی کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کہیں بھی ایسی تہذیب اور ایسی ترقی کو سچے ایمان کا نتیجہ بیان کیا ہوا نہیں پاتے یعنی یہ کہیں نہیں لکھا کہ جو سچے مذہب کے پیرو ہوں اور حقیقی معنوں میں ایماندار ہوں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ بڑی بڑی ایجادیں کر سکیں اور بہت سی دولت جمع کر لیں اور مادی امور میں بڑی ترقی کر جائیں پس یہ امتیاز جو آجکل مسیحی صاحبان پیش کر رہے ہیں یہ اُن کا اپنا تجویز کردہ ہے ۔ اُس کلام میں جس کو وہ خدا کا کلام کہتے ہیں ایسے معیار کا کہیں ذکر نہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ پہلے یہ دکھائیں کہ جو آجکل مسیحی دنیا کی حالت ہے اس کو ان کی کتب مقدسہ میں ایمانداروں کا نشان قرار دیا گیا ہے ۔

جب اس حالت کو سچے ایماندار اور سچے عقیدہ کا معیار قرار نہیں دیا گیا تو وہ اس کو کس اختیار سے پیش کرتے ہیں ۔ نہ کبھی مسیح نے ایسی ترقی کو سچائی کا معیار قرار دیا اور نہ اس کے حواریوں نے اس کو بطور امتیازی نشان کے پیش کیا بلکہ اُس نے کہا کہ میری سلطنت اس دنیا کی سلطنت نہیں پھر اس دُنیا کی سلطنتوں اور اُن کی مادی ترقی کو مسیح کے مذہب کی سچائی کا معیار قرار دینا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے اس نے تو یہ کہا کہ مجھے زمین کی سلطنتوں سے کچھ سروکار نہیں اور یہ کہ میری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ میں آسمانی سلطنت اور خداوند کی بادشاہت کی منادی کروں اور اپنے پیروؤں کو ایک دعا سکھلائی جس میں اُس نے کہا کہ تم ہر وقت خدا تعالیٰ سے یہی مانگتے رہو کہ وہ آسمانی سلطنت جلد دُنیا میں ظاہر ہو ۔ پس اگر اُن کو اپنے دین کی سچائی ثابت کرنا منظور ہے تو انھیں کسی روحانی سلطنت کا پتہ دینا چاہیئے ۔ زمینی سلطنتوں کا عروج مسیحی مذہب کی صداقت کا معیار ہرگز نہیں ٹھہر سکتا

(۲) مسیحیوں کی کتب مقدسہ میں جو ایمانداری کے معیار درج ہیں ان میں یہ نہیں لکھا ہے کہ سچے ایماندار ایجادیں بہت کرینگے اور دولت بہت کمائینگے اور ظاہری "تہذیب" میں ۔ مادی ترقی میں دوسری قوموں سے آگے نکل جائینگے بلکہ وہاں جو ایمانداری کے نشانات لکھے ہوئے ہیں وہ یہ ہیں حضرت مسیح فرماتے ہیں ۔ "وے جو ایمان لائینگے اُن کی یہ علامتیں ہونگی کہ وے میرے نام سے دیوؤں کو نکالینگے ۔ اور نئی زبانیں بولینگے ۔ سانپوں کو اُٹھا لینگے ۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو ان میں کچھ اثر نہ ہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھینگے تو چنگے ہو جائینگے"

(مرقس باب ۱۶ ۔ درس ۱۷ و ۱۸)

پھر حضرت مسیح بعض اور علامتیں بھی مقرر کرتے ہیں ۔ متی کی کتاب میں لکھا ہے "تب شاگردوں نے الگ یسوع پاس آکے کہا ہم کیوں اس دیو کو نکال نہ سکے ۔ یسوع نے انھیں کہا اپنی بے ایمانی کے سبب کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمھاری نا ممکن نہ ہوتی" (متی ۱۷ درس ۱۹ ۔ ۲۰)

پھر یسوع مسیح ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں :- "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم یقین کرو اور شک نہ لاؤ تو نہ صرف یہی کر سکو گے جو انجیر کے درخت پر ہوا بلکہ اگر پہاڑ سے کہو گے کہ تو اُٹھ کر دریا میں جا گر تو ویسا ہی ہوگا (متی ۲۱ باب درس ۲۱)

پھر یسوع مسیح فرماتے ہیں کہ :- "اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو تو جب تم اس توت کے درخت سے کہو کہ جڑ سے اُکھڑ کے دریا میں لگ جا تو تمھاری مانیگا ۔ (لوقا باب ۱۷ ۔ درس ۶)

مرقس کی کتاب میں لکھا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں ۔ جو کوئی اس پہاڑ کو کہے اُٹھ اور دریا میں گر پڑ اور پھر اپنے دل میں شک نہ لاوے بلکہ

یقین کرے کہ یہ باتیں جو وہ کہتا ہے ہو جائینگی تو وہ جو کچھ کہیگا ہوگا " (باب ۱۱- درس ۲۳)

پولوس بھی یسوع مسیح کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ وہ حقیقی معنوں میں پہاڑوں کو چلانا ایمان کی علامت قرار دیتا ہے وہ قرنتیون کی طرف اپنے پہلے خط میں لکھتا ہو " اگر میں نبوت کروں اور اگر میں غیب کی سب باتیں اور سارے علم جانوں اور میرا ایمان کامل ہو یہانتک کہ میں پہاڑوں کو چلاؤں " (۱- قرنتیون باب ۱۳- درس ۲) متی لکھتا ہے " تب پطرس کشتی پر سے اُترکر پانی پر چلنے لگا کہ یسوع کے پاس جائے - پھر جب دیکھا کہ ہوا تیز ہے تو ڈرا اور جب ڈوبنے لگا چلا کے کہا اے خداوند مجھے بچا دیں یسوع نے ہاتھ بڑھا کے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ اے کم اعتقاد تو کیوں شک لایا " ان سب مقامات سے واضح ہے کہ مسیح نے اپنے پیچھے پیروؤں سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ وہ اسپر ایمان لاکر بڑے موجد بن جائینگے اور بڑے بڑے جنگی بیڑے بنائینگے۔ اور رنگا رنگ کی فنا کرنے والی توپیں ایجاد کرینگے بڑے تاجر ہونگے دنیا کے خزانے اکٹھے کرینگے بلکہ اُسنے اپنے پیروؤں کیلئے مندرجہ ذیل امتیازی نشانات مقرر کئے ہیں :-

(۱) دیووں کو نکالنا (۲) نئی زبانیں بغیر سیکھنے کے معجزانہ طور پر بولنا (۳) سانپوں کو بغیر ضرر کے پکڑنا (۴) زہر کو بغیر نقصان کے پی جانا (۵) بیماروں کو صرف چھوکر چنگا کرنا (۶) پہاڑوں کو چلانا اور دریاؤں میں پہاڑوں کو گرانا۔ انجیر یا کسی اور سبز درخت کو اپنی لعنت کے ذریعہ خشک کر دینا (۸) درختوں کو چلانا۔ (۹) پانی پر چلنا (۱۰) جو بات مُنہ سے مانگیں خواہ وہ کیسی ہی ناممکن کیوں نہو اس کا حاصل کرنا

یہ ہیں وہ دس امتیازی نشان جو مسیحیوں کی کتب مقدسہ میں درج ہیں اور خود یسوع مسیح نے ان نشانوں کو مقرر کیا۔ پس اگر مسیحی صاحبان کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کی سچائی ثابت کریں تو ان کو چاہیئے کہ وہ ان معیاروں کے ذریعہ سے اس کی صداقت کو ثابت کریں جو خود یسوع مسیح نے مقرر کئے اور جن کی پولوس نے تصدیق کی جن امور کو یسوع مسیح نے نشان مقرر نہیں کیا ان کو پیش کرنا اور یسوع کے مقرر کردہ اور پولوس کے مصدقہ نشانات کو نظر انداز کرنا یہ وہ راہیں نہیں جن سے مسیحیت کی صداقت اور دوسرے مذاہب پر اس کی فوقیت ثابت ہو۔ اگر مسیحی قومیں دہم پرست ممالک میں جاکر دیووں اور بھوتوں کو نکالتے اور انسانوں سے نکال کر اُن کو بے زبان جانوروں میں داخل کرتے اور پھر وہ بے زبان جانور سمندروں اور دریاؤں میں کود کر اپنے تئیں ہلاک کرتے تب سمجھا جاتا کہ مسیحی مذہب ایک سچا مذہب ہے۔ کیونکہ یہ وہ نشان ہیں جو یسوع مسیح نے خود مقرر کئے۔

(۳) صرف یہی نہیں کہ جس بات کو مسیحی لوگ آجکل مسیحیت کی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہیں ان کو خود یسوع مسیح نے صداقت کی دلیل نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ وہ اس کو نہایت ہی نفرت اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ ناظرین مندرجہ ذیل اقوال حضرت مسیح پر نظر فرماویں۔

(ا) مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور مورچہ خراب کرتے ہیں اور جہاں چور سیندھ دیتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ مال اپنے لئے آسمان پر جمع کرو جہاں نہ کیڑا نہ مورچہ خراب کرتے اور نہ وہاں چور سیندھ دیتے نہ چراتے ہیں۔ (متی باب ۶ درس ۱۹ و ۲۰)

(ب) کوئی آدمی دو خداوندوں کی خدمت نہیں کرسکتا اس لئے کہ یا ایک سے دشمنی رکھیگا اور دوسرے سے دوستی یا ایک کو مانیگا اور دوسرے کو ناچیز جانیگا تم خدا اور ممون (دولت) دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے (متی باب ۶ درس ۲۴)

(ج) غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے (متی باب ۱۱ درس ۶)

(د) دیکھو جو مہین پوشاک پہنتے اور بادشاہوں کے محلوں میں ہیں (متی باب ۱۱ درس ۶)

(ھ) اے باپ زمین اور آسمان کے خداوند میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تو نے ان چیزوں کو داناؤں اور عقلمندوں سے چھپایا اور بچوں پر کھول دیا۔ (متی ۱۲/۲۵)

(و) کسان کی تمثیل میں یسوع مسیح کہتا ہے۔ جو بیج کانٹوں میں بویا گیا وہ ہے جو کلام کو سُنتا پر اس دنیا کی فکر اور دولت کا فریب کلام کو دبا دیتے اور وہ بے پھل ہوتا ہے۔ (متی ۱۳/۲۲)

(ز) یسوع نے کہا کہ اگر تو کامل ہوا چاہے تو جاکے سب کچھ جو تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے کہ تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا (متی ۱۹/۲۱)

(ح) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ متی ۱۹/۲۳ و ۲۴

مسیح کے مندرجہ بالا اقوال نہایت غور کے قابل ہیں۔ ان سے یہ نتیجہ صریح طور پر نکلتا ہے کہ مغربی دُنیا کی موجودہ حالت جس پر مسیحی پادری اسقدر فخر کرتے ہیں اور جس کو وہ مسیحیت کی برکت خیال کرتے ہیں وہ یسوع مسیح کے نزدیک آسمانی بادشاہت کی عین ضد اور بالکل مخالف اور یسوع مسیح کے منشاء کے بالکل اُلٹ اور اس کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے اُس نے کہا کہ میں غریبوں کو خوشخبری سُنانے کے لئے آیا ہوں دولتمند کے لئے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا محال ہے ؛ اور اس کی تعلیم یہ تھی کہ جو کچھ تمھارے پاس ہے اس کو بیچ ڈالو اور غریبوں کو دیدو اور اس نے حکم دیا کہ زمین پر دولت جمع نہ کرو کیونکہ یہاں کیڑا اُس کو کھا جاتا ہے۔ اور چور اُس کو چرا لیتا ہے اور وہ اُن لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جو اچھے کپڑے پہنتے اور محلوں میں رہتے۔ نیز اُس نے کہا کہ جو لوگ دنیا کی فکر میں مصروف رہتے ہیں اور دولت کے دھندوں میں مبتلا ہیں وہ خدا کے کلام سے محروم رہتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ انسان کے لئے یہ ناممکن ہے کہ خدا سے بھی محبت کرے۔ اور ممون یعنی دولت کی خدمت کرے۔ اور دولت کی فکر میں لگا رہے۔ جو دولت سے محبت کرتا ہے وہ خدا کا دشمن ہے پھر یسوع مسیح دنیا کے عقلمندوں یعنی فلاسفروں اور سائنس والوں کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اُس کے نزدیک یہ لوگ بھی دولتمندوں کی طرح آسمانی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے اور ان کی عقل آسمان کی باتوں کے سمجھنے سے قاصر رہتی ہے ؛

اس سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کو آج مغربی تہذیب کہا جاتا ہے وہ آسمانی بادشاہت سے بالکل دُور ہے۔ یسوع مسیح کے نزدیک یہ لوگ اس قابل ہی نہیں کہ خداوند کی سلطنت میں داخل ہوں۔ معلوم نہیں کہ پادریوں کی عقل کو کیا ہو گیا وہ مسیح کی تعلیم کے ہوتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ مغربی دُنیا نے جو ترقی کی ہے وہ مسیحیت کی بدولت حاصل کی

اگر اُنھوں نے ایسا کہنا تھا تو اُن کو چاہیئے تھا کہ پہلے اناجیل موجودہ میں سے مسیح کی تعلیم کو نکال دیتے۔ مگر شاید یہ تعلیم آئندہ نکالنے کی جستجو ہو۔ اور اُس کی جگہ لکھ دیں کہ آسمان کی بادشاہت دولت مندوں اور بڑے بڑے تاجروں کے لئے ہے جو دُنیا کے خزانوں سے اپنی کوٹھیاں بھر دیتے ہیں اور مبارک وے جو ہر وقت دُنیا کی فکر میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انھیں لوگوں کے لئے ہے اور مبارک وے جو اس زمین پر اپنی دولت جمع کرتے ہیں اور ایسے صندوقوں میں اپنا مال رکھتے ہیں جہاں نہ کیڑے کا ڈر ہے اور نہ چور کا خوف ہے۔ اور مبارک وے جو بڑی بڑی کوٹھیوں اور خوشنما باغوں میں رہتے ہیں کیونکہ بہشت ایسے لوگوں کے لئے ہی بنایا گیا۔ اور مبارک وے جو ممول کی خدمت میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ خداوند کے بڑے پیارے ہیں اور مبارک وے بڑے بڑے فلاسفر اور سائنس داں ہیں کیونکہ خداوند نے آسمانی باتوں کو ان پر کھول دیا ہے۔ اور بچوں پر چھپایا ہے۔

(۴) میں نے مسیحیوں کی کتب مقدسہ میں بہت دیکھا کہیں پتہ نہیں چلتا کہ یسوع مسیح نے دُنیا کی سلطنتوں اور اُن کی شان و شوکت کو جو آج مسیحیوں کو حاصل ہے سچائی کا معیار ٹھہرایا ہو۔ ساری اناجیل اور کل خطوط اور دیگر مسیحی نوشتوں میں صرف ایک ہی مقام مجھے ایسا نظر آیا جس میں دُنیا کی سلطنتوں اور ان کی شان و شوکت کے وعدہ کا کچھ پتہ چلتا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ ایسا مقام ہے جس کو کوئی مسیحی پیش کرنا پسند نہیں کریگا۔ اگر اناجیل مروجہ اور دیگر نوشتوں میں کوئی ایسا مقام ہے جہاں زمین کی بادشاہتوں اور ان کی شان و شوکت کا وعدہ ہے تو وہ ایک ہی ہے جو متی کی کتاب کے چوتھے باب میں ہے۔ اور وہ اسطرح پر ہے "پھر شیطان اُسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لےگیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور اُن کی ساری شان و شوکت اسے دکھائیں اور اس سے کہا کہ اگر تو گر کے مجھے سجدہ کرے تو سب کچھ تجھے دونگا۔ تب یسوع نے اُسے کہا اے شیطان دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اسی اکیلے کی بندگی کر تب شیطان اُسنے چھوڑ گیا" اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے یسوع پر ظاہر ہو کر یہ کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو میں اس کے بدلہ میں دُنیا کی ساری سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت تجھے دونگا۔ مگر چونکہ [illegible] شریعت کا پابند تھا۔ اس لئے اُس نے شیطان کو یہ جواب دیا کہ خداوند کے سوا کسی کے آگے سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اس لئے شیطان ناکام ہو کر چلا گیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے بعد میں اس کے پیرووں نے شریعت کو ترک کر دیا اور ایسی راہ اختیار کی جو رحمان کی راہ نہیں بلکہ شیطان کی راہ ہے اس لئے شیطان نے بھی اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور دُنیا کی سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت جس پر آج [illegible] واعظ بہت فخر کرتے ہیں ان کو دی اس لئے یہ ایک ایسا انعام ہے جو ہرگز انجیلی نقطہ خیال سے قابل فخر نہیں بلکہ اگر متی کی کتاب کا بیان درست ہے تو یہ دُنیا کی سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت شیطان کو سجدہ کرنے سے [illegible]

(۵) ہم پہلے دکھا چکے ہیں کہ یسوع مسیح کی تعلیم مسیحی ممالک کی موجودہ شان و شوکت و جاہ و حشمت اور مسیحی تہذیب کے بالکل اُلٹ پڑی ہوئی ہے۔ مگر ہم ناظرین کو زیادہ یقین دلانے کے لئے پھر یہ دکھاتے ہیں کہ مغربی دُنیا نے جو ترقی کی ہے وہ مسیح کی تعلیم پر چل کر حاصل نہیں کی بلکہ اُنھوں نے یسوع مسیح کی تعلیم کو ترقی کی مانع دیکھ کر اس کو ترک کر دیا۔ اور اگر یسوع مسیح کی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے تو ترقی کرنا تو درکنار دنیا کا سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا۔ اور ایک دن بھی مسیحی دُنیا کو زندگی بسر کرنا محال ہو جاتا۔ دیکھو علاوہ اُس تعلیم کے جس کو میں اوپر بیان کر چکا ہوں یسوع مسیح کا ایک مقولہ یہ ہے

(ا) "میں تمھیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے۔ اور اگر کوئی چاہے کہ تجھپر نالش کرکے تیری قبا لے۔ کرتے کو بھی اسے [illegible] جو کوئی تجھ ایک کوس بیگار لیجاوے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔" متی ۵ ۔ اب میں پادری صاحبان سے سوال کرتا ہوں کہ کیا مغربی دُنیا کی ترقی کا راز یہی تعلیم ہے کیا یورپ اور امریکہ نے اسی تعلیم پر عمل کیا۔ یا کم از کم اس تعلیم پر عمل کرنا پسند کرتے ہیں۔ انگلینڈ کا جنگی بیڑہ دُنیا میں سب بڑوں سے بڑا ہے۔ کیا وہ بڑا ظالم کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ سچ بتاؤ مہذب دُنیا جو آئے دن نئی توپیں ایجاد کرتی ہے اور نئے آلات نکالتی ہے کیا وہ اسی لئے ایسا کرتی ہے۔ پھر کیا جب ہوائی جہاز تجویز ہوئے تو کیا پہلا کام جو مہذب دُنیا نے ان سے لیا وہ دشمن پر بم پھینکنا نہ سمجھا گیا

مہذب دُنیا ہوائی جہازوں کو جنگی اغراض کے لئے نہیں بناتی ہے۔ اور ان کے موجد ہر وقت اس فکر میں نہیں لگے رہتے کہ کونسا بہترین طریق ہے جس سے ہوائی جہاز جنگی اغراض کے لئے کام میں لائے جا سکیں۔ غرض اس امر میں بھی مسیحی دُنیا نے مسیح کی تعلیم کی پیروی نہیں کی بلکہ مسیح سے پہلے جو دنیا کا طریق تھا اسی طریق پر چل کر اپنا قدم بڑھایا ہے پھر میں یسوعی لوگوں سے سوال کرتا ہوں کہ یورپ اور امریکہ میں کونسی مہذب قوم ہے جو یسوع مسیح کے اس قول پر ایک لمحہ کے لئے بھی عمل کرنے کے لئے تیار ہو۔ کہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ کیا اس تعلیم پر عمل کرنے سے دُنیا کا کاروبار ایک دن میں تباہ نہ ہو جائیگا۔ پھر یسوع مسیح نے یہ تعلیم دی تھی کہ جو کوئی تیری قبا لینا چاہے تو اسے اپنا کرتہ بھی دیدے۔ کیا مسیحی دنیا اس پر عمل کرتی ہے کیا اٹلی جس نے طرابلس کو ترکوں سے چھین لیا ہے مہذب دُنیا میں شامل نہیں

(ب) پھر یسوع مسیح اپنے شاگردوں کو یہ سکھاتا ہے کہ تم دُنیا کی فکر بالکل نہ کرو تمھیں چاہیئے کہ اپنے کھانیکا فکر نہ کرو نہ پہننے کا اور نہ پینے کا تمھیں کوئی ضرورت نہیں کہ کنوئیں کھودو یا نہریں نکالو۔ یا دوسرے ملکوں سے اپنے ملک میں غلہ اور روئی وغیرہ لانے کے لئے ریل گاڑیاں یا جہاز بناؤ یا پانی پینے کے لئے واٹر ورکس کا کوئی انتظام کرو [illegible] کی پرورش کرو [illegible] یا رات کی روشنی کے لئے بجلی اور گیس کا کوئی فکر کرو غرض کسی قسم کا دنیا کا فکر تمھیں ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔۔۔ ان سب باتوں کو بالکل خدا پر چھوڑ دو اور اسطرح بے سرو سامانی کی زندگی بسر کرو جسطرح چڑیاں اور کوّے زندگی بسر کرتے ہیں اور اس طرح بیدست و پا ہو کر رہو جسطرح جنگل کا گھاس اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔

اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مغربی دُنیا نے مسیحیت کی برکت سے یہ ساری ترقی کی اُن سے میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ترقی کا یہی راز ہے جو اوپر بیان

ہوا ہے۔ کیا وہ یسوع کی تعلیم کے مطابق [illegible] زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ کرنا آسان ہے کہ مغربی دُنیا نے جو ترقی کی ہے۔ وہ مسیحیت کی بدولت ہے مگر جب اس دعوے کو اچھی طرح پرکھا جاوے اور ایک طرف یسوع کی تعلیم کو کھول کر آگے رکھا جاوے اور دوسری طرف مہذب دنیا کے رات دن کے عمل کو دیکھا جاوے تو یہ امر بالکل غلط اور سراسر باطل ثابت ہوتا ہے۔ یسوع مسیح کچھ تعلیم دیتا ہے اور مہذب دُنیا کا طرز عمل بالکل کچھ اور ہے۔ پادری صاحبان کو چاہیئے کہ آنکھیں بند کر کے دعویٰ نہ کر دیا کریں۔ بلکہ دعویٰ کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھ لیا کریں کہ جب اُن کے دعوے کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھا جاوے گا اور واقعات کے معیار سے اس کو جانچا جاویگا تو کیا وہ اس وقت درست ثابت ہوگا یا نہیں۔

(د) پھر یسوع مسیح کہتا ہے۔ کل کی فکر نہ کرو۔ کیونکہ کل اپنی چیزوں کی آپ ہی فکر کریگا۔ آج کا دُکھ آج ہی کے لئے بس ہے۔ (متی ۶/۳۴) یہ بھی یسوع مسیح کی بعینہ اسی قسم کی تعلیم ہے۔ جیسی کہ وہ تعلیم ہے جس کو میں اوپر بیان کر آیا ہوں خدا کے لئے مجھے کوئی پادری صاحب سمجھادیں کہ ایسی تعلیم کس طرح مغربی دُنیا کی موجودہ ترقی کا راز کہلاسکتی ہے۔ کیا مغربی دنیا اپنے مادی امور میں اس لئے ترقی کر رہی ہے کہ وہ کل کی بالکل فکر نہیں کرتی؟ یا معاملہ بالکل دگرگوں ہے؟

جب یسوع مسیح کی ساری تعلیم کو دیکھا جاتا ہے تو صاف نظر آتا ہے کہ اگر کوئی قوم یسوع کی تعلیم پر [illegible] اختیار کرتی تو فوراً اسے پیشتر ادبار اور نکبت کے گھر سے گذشتہ [illegible] آگے بڑھتی۔ دیکھو ساری دُنیا کا بقا اسی پر ہے کہ کل کی فکر آج کیجائے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ اگر آج دنیا کل کا فکر کرنا چھوڑ دے اور یسوع کے مشورہ کو اختیار کرلے تو ایک دن میں کل دُنیا ہلاک ہوجاوے۔

(ہ) پھر یسوع مسیح نے صرف ان کو یہ تعلیم ہی نہ دی کہ کل کی فکر آج نہ کرو بلکہ جو دعا سکھائی اس میں بھی یہی سکھایا کہ "ہماری روزینہ کی روٹی آج ہمیں بخش۔ متی ۶/۱۱ یہ دعا بالکل یسوع مسیح کی تعلیم کا نقشہ ہے۔ دعائیں دل کے خیالات کا آئینہ ہوتی ہیں اور یسوع کی اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں یہ بات جمی ہوئی تھی کہ کل کے لئے پینے پہننے اور مکان کا بالکل فکر نہیں چاہیئے۔ کل کا فکر تو کیا آج کا فکر بھی آج نہیں کرنا چاہیئے بلکہ بجائے اس کے کہ آج کی روٹی کی کوئی فکر اور تلاش کی جائے۔ آج کی روٹی کے لئے بھی صرف دعا ہی کرنی چاہیئے روزانہ کھانا بھی خدا ہی سے مانگنا چاہیئے۔ اور [illegible] کل کے لئے کسی قسم کی فکر کرنا [illegible] مسیح اس قدر مخالف تھا کہ کل کی روٹی کے لئے آج دعا کرنا بھی ناپسند کیا۔ اور پھر دعا میں بھی صرف روزانہ روٹی ہی مانگی ہے۔ اگر کوئی شخص یسوع کی تعلیم پر عمل کرے تو سوائے اس کے کہ یسوع کے شاگردوں کی طرح دوسرے لوگوں کے کھیتوں کی بالیاں توڑ توڑ کر کھاوے اور کس طرح گذارہ کر سکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ ساری دنیا یسوع کی تعلیم پر جسکو کہ عالمگیر بیان کیا جاتا ہے عمل کرے تو توڑنے کے لئے بالیاں ہی کہاں سے ملیں۔ مگر یسوع کا منشا یہ تھا کہ غیر قومیں کمائیں اور اس کے پیرو صرف توکل پر زندگی بسر کریں کیونکہ وہ کہتا ہے:۔ "ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں۔ اور تمھارا آسمانی باپ جانتا ہے۔ کہ تم سب ان چیزوں کے محتاج ہو" (اس لئے تم کچھ فکر نہ کرو خدا پر چھوڑ دو) اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قومیں "ان سب چیزوں کی تلاش" میں رہتی ہیں وہ یسوع مسیح کی پیرو نہیں۔ بلکہ یسوع مسیح کے نزدیک وہ غیر قوموں میں شامل ہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ مغربی قومیں یسوع مسیح کے قول کے مطابق غیر قومیں ہیں مسیح کے پیرو نہیں۔ پھر ان کی ترقی کو یسوع مسیح کی تعلیم کا ثمرہ کیوں بیان کیا جاتا ہے

(و) یسوع مسیح دُنیا کی فکر کرنیکا ایسا مخالف تھا کہ اُس نے اپنے عزیز شاگردوں کو خصوصیت سے وصیت کی کہ "نہ سونا نہ روپا نہ تانبا اپنی کمر میں رکھو" سفر کے لئے خصوصیت کے ساتھ انسان کو ضرورت ہوتی ہے کہ زادراہ اور کپڑوں اور دیگر ضروریات سفر کو اپنے ساتھ رکھے۔ مگر یسوع مسیح ہر ایک قسم کی پیشبندی اور کل کا فکر آج کرنیکو ایسا برا سمجھتا تھا کہ اس نے اپنے پیارے شاگردوں کو سفر کے متعلق کہا کہ "راستے کے لئے نہ جھولی۔ نہ دو کرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی لو" یہ ایسی تعلیم ہے کہ باقی مسیحی دنیا تو الگ رہی خود پادری اور مشنری اس پر عمل نہیں کرتے اور اسطرح یسوع کی تعلیم کے ناقص ہونے کی اپنے طرز عمل سے شہادت دیتے ہیں۔ پادریو! سچ بتاؤ کیا یہی تعلیم مغربی دنیا کی مادی ترقی کا راز ہے؟

(ز) میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ اگر یسوع مسیح کی تعلیم پر دنیا عمل کرے تو آج ہی دنیا کا خاتمہ ہوجاوے۔ یہ صرف اس لئے نہیں کہ اُس نے کل کی فکر آج کرنے یا آج کی فکر سے بھی منع کیا اور ظالم کا مقابلہ کرنے سے روکا بلکہ کہا کہ جو کوئی قبا چھیننا چاہے اُسے کرتہ بھی اُتار دو اور جو کوئی ایک گال پر طپانچہ مارے اُس کے آگے دُوسرا گال بھی پھیر دو۔ بلکہ اس خطرناک تعلیم کے علاوہ اُس نے اور بھی ایسی باتیں سکھائیں کہ اگر نوع انسانی ان پر عمل کرنا چاہے تو بہت جلد نسل انسان مفقود ہوجائے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ اگر تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤں تجھے ٹھوکر کھلاوے تو اُسے کاٹ ڈال اور اپنے پاس سے پھینک دے۔ کہ لنگڑا یا ٹنڈا ہوکر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ دو ہاتھ یا دو پاؤں ہوتے ہوئے ہمیشہ کی آگ میں ڈالا جائے اور اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نکال ڈال اور پھینکدے کیونکہ کانا ہوکر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے اُس سے بہتر ہے کہ تیری دو آنکھ ہوں اور تو جہنم کی آگ میں ڈالدیا جاوے۔

(ح) ناظرین کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یسوع نے بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے صرف ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ وغیرہ عضوؤں کے کاٹنے ہی کی سفارش نہیں کی بلکہ اناجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اس سے بھی بڑھ کر ایک امر کی سفارش کی ہے۔ وہ ایک موقعہ پر یہ تعلیم دے رہا تھا کہ "جو کوئی اپنی جورو کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔ اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے" جب اس کے شاگردوں نے یہ تعلیم سُنی تو اُنھوں نے اُس سے کہا "اگر مرد کا حال جورو کے ساتھ یہ ہے تو جورو کرنا اچھا نہیں"۔ اُس نے ان کو جواب دیا "سب اس بات کو قبول نہیں کرتے مگر وے جنہیں دیا گیا" (متی ۱۹/۱۱)

اس جواب سے پایا جاتا ہے کہ یسوع مسیح تجرد کی زندگی کو بہت پسند فرماتے تھے۔ مگر اُنھوں نے اس لئے تجرد کو اپنے پیرؤوں کے لئے لازمی نہیں ٹھہرایا کہ سب لوگ اس حکم کو قبول نہیں کرینگے۔ تاہم وہ کہتے ہیں کہ تجرد کی زندگی کو وہ لوگ پسند کرینگے جن کو آسمانی باتوں کا فہم عطا کیا گیا ہے۔ پس ان کے نزدیک تجرد کی زندگی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی زندگی تھی۔ اور اُنھوں نے اپنے پیرؤوں کو یہ سنا کر کہ شادی کرنا ادنیٰ درجہ کے لوگوں کا کام ہے اور اعلیٰ پایہ کے انسان جنکو خدا تعالیٰ کیطرف سے علم اور حکمت عطا کی گئی ہے تجرد کی زندگی کو پسند کرینگے مجرد رہنے اور شادی نہ کرنے کی ترغیب دی اور خود اناجیل کے بیان کے مطابق مجرد رہکر اپنے شاگردوں کے سامنے تجرد کا ہی عملی نمونہ پیش کیا۔ اس لئے جو شخص یہ چاہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم اور عمل پر پورے طور پر کاربند ہو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ شادی نہ کرے۔ اور ساری عمر مجردانہ زندگی کو اختیار کرے۔ چنانچہ مسیحیوں میں ہزارہا انسانوں نے اس تعلیم اور نمونہ پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے اور جو بد نتائج اُس سے پیدا ہوئے ہیں اُس کے لئے تاریخ کافی گواہ ہے۔ واقعات ثابت کرتے ہیں اور انسانی فطرت شہادت دیتی ہے کہ جو تعلیم یسوع مسیح نے دی وہ انسانوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہے۔ اب ایک طرف یسوع مسیح کمال کی وہ راہیں بتاتا ہے جو انسان کے لئے ٹھوکر اور ابتلا کا موجب ہیں اور دوسری طرف وہ یہ سکھاتا ہے کہ اگر تیری آنکھ تیرے لئے ٹھوکر کا موجب ہو تو تُو اسے نکال کر پھینک دے اور اگر تیری ٹانگ تیرے لئے ٹھوکر کا موجب ہو تو تُو اپنی ٹانگ کاٹ کر پھینکدے ان حالات میں اگر کوئی شخص یسوع مسیح کی تعلیم پر عمل کرنا چاہے اور جو راہیں کمال کی اُس نے بتائی ہیں اُن پر چلنے کی کوشش کرے تو اول تو اسے چاہیے کہ یسوع مسیح اور اس کے بہت سے پیرؤوں کی طرح عمر بھر شادی نہ کرے اور جب وہ عمر بھر شادی نہ کریگا تو ضرور ہے کہ کسی نہ کسی وقت اُس کی آنکھ خیانت کرے یا اُس کا ہاتھ پاؤں بُری راہ کیطرف جھکنا چاہے پس ایسی صورت میں اگر وہ یسوع مسیح کی عملی ہدایت پر عمل کرکے بدی سے بچنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ اور پاؤں کو کاٹ کر پھینکدے اور اپنی آنکھوں کو نکالدے

کیونکہ یہی علاج ہے جو اُس نے بیان کیا ہے نہیں نہیں میں بھول گیا۔ یسوع مسیح نے ایک راہ اور بھی بیان کی ہے جو خصوصاً ان لوگوں کے لئے ہے جو عمر بھر کا تجرد اختیار کرنا چاہیں۔ اُسی موقعہ پر جب اُس نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ مجردانہ زندگی بہت اعلیٰ درجہ کی زندگی ہے۔ مگر سب اسبات کو قبول نہیں کرتے "مگر وے جنھیں دیا گیا۔" اُس نے ساتھ ہی اُس طریق کیطرف اشارہ کر دیا جس پر انسان بڑی آسانی سے عمر بھر مجرد رہ سکتا ہے۔ وہ ساری عبارت بجنسہ درج ذیل کرتا ہوں:-

"بعضے خوجے ہیں جو ماں کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوئے اور بعضے خوجے ہیں جنھیں لوگوں نے خوجہ بنایا اور بعضے خوجے ہیں جنہوں نے آسمانی بادشاہت کیلئے آپکو خوجہ بنایا جو اسکو قبول کر سکتا ہے سو کرے۔" متی ۱۹ باب

پہلے وہ اپنے شاگردوں کو کہتے ہیں شادی نہ کرنا شادی کرنے کی نسبت بہت اچھا ہے مگر وہی لوگ اس امر کو قبول کرتے ہیں جنھیں خدا تعالیٰ کیطرف سے علم و حکمت دیا گیا۔ پھر وہ ایک عملی طریق بھی بتلاتے ہیں جسکو اختیار کرنے سے شادی کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض تو وہ لوگ ہیں جو پیدائش سے ہی خوجے ہوتے ہیں اور بعض کو لوگ اپنے گھروں میں رکھنے کے لئے خوجہ بنا دیتے ہیں مگر سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنا دیں پھر وہ کہتے ہیں کہ جو شخص اس کو قبول کر سکتا ہے سو کرے۔ یعنی میں نے ایک طریق بتلا دیا ہے جو اس پر عمل کر سکتا ہے وہ عمل کرے اور زندگی میں داخل ہو۔ ناظرین غور فرماویں یہاں کوئی استعارہ نہیں بلکہ یسوع مسیح ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جو واقعی خوجے ہوں اور ان کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔ اول وہ جو پیدائش سے ہی خوجے ہوتے ہیں۔ دوم وہ جنکو دنیا دار لوگ اپنے محلوں میں رکھنے کے لئے خوجہ بنا دیتے ہیں۔ اور سوم وہ جو آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے خود اپنے تئیں خوجہ بنا دیتے ہیں اور اس طرح تمام قسم کی ٹھوکروں کا یکقلم فیصلہ کر دیتے ہیں۔ ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ پہلے یسوع مسیح کہتا ہے کہ اگر تیری آنکھ تیرے لئے ٹھوکر کا موجب ہو تو تو اپنی آنکھ کو نکال کر پھینکدے۔ اور اگر تیرا ہاتھ یا پاؤں تیرے لئے ٹھوکر کا موجب ہو تو تو ان عضوؤں کو بھی کاٹ کر پھینکدے کیونکہ کانا اور ٹنڈا اور لنگڑا ہو کر آسمانی بادشاہت میں داخل ہونا تیرے لئے اس سے اچھا ہے کہ تو جہنم میں جائے اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہا کہ سب سے اچھا اور بہترین طریقہ تو یہ ہے کہ انسان آسمانی بادشاہت میں داخل ہونیکے لئے اپنے تئیں خوجہ ہی بنا دے۔ اور اس طرح عمر بھر تجرد کی زندگی اختیار کرے اور جو اس کو قبول کر سکتا ہے کرے۔ چنانچہ اس کے پیرؤوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جنھوں نے اس تعلیم پر عمل کرکے دکھا بھی دیا ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو مسیحیوں کے مشہور و معروف مقدس بزرگ اریجن کا حال ہی پڑھ لے۔

اب یسوع مسیح کی دوسری تعلیموں کی طرح یہ تعلیم بھی ایسی ہے کہ اس پر کاربند ہونے سے انسانی نسل کا خاتمہ ہی ہو جاتا ہے۔ اگر خوجے ہونے کی نصیحت پر عمل نہ بھی کیا جائے صرف تجرد کی تعلیم کو ہی اختیار کیا جائے تب بھی ایک ہی نسل میں نوع انسان کا خاتمہ ہے۔ اب میں ان لوگوں سے ❖ ❖ ❖ ❖ جو یسوع مسیح کی تعلیم کو مغربی دُنیا کی ترقی کا راز بیان کرتے ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا یہی تعلیم جو اوپر بیان ہو چکی ہے مسیحی دُنیا کی ترقی کا باعث ہوئی

(۶) یہ کہنا کہ مغربی دُنیا نے یسوع مسیح کی تعلیم پر چلکر مادی ترقی میں آگے قدم بڑھایا ہے بالکل ایک دھوکہ ہے۔ دُنیا جب سے پیدا ہوئی اُسی وقت سے اُس نے ان امور میں ترقی کرنی شروع کی ہے اور جس چیز کا نام مسیحی صاحبان تہذیب رکھتے ہیں اس میں دنیا قدیم سے ترقی کرتی چلی آئی ہے بہت سے ممالک کی بہت پرانی تہذیب کا پتہ ملتا ہے۔ مصر اور بابل کی پرانی تاریخ کو دیکھو ہندو لوگ اپنی نہایت پرانی تہذیب پر فخر کرتے ہیں۔ یہی حال چین اور ایران کا ہے۔ اور سب سے عمدہ مثال رومی سلطنت کی ہے جس کی تہذیب کا کل یورپ گواہ ہے۔ اور مسیحی صاحبان جانتے ہیں کہ یہ سب قومیں بت پرست تھیں۔ پس اگر مسیحی صاحبان کے نزدیک مغربی دُنیا کی ترقی مسیحیت کی بدولت ہے تو پھر انھیں یہ بھی ماننا چاہیئے کہ پہلی قوموں

[illegible] کی وہ بُت پرستی کا ثمرہ تھا اور یہ کہ بُت پرستی اور دیوتا پرستی بھی مسیح پرستی کی طرح سچا مذہب ہے ؟

مسیحی صاحبان کو یہ بھی گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ مغربی دُنیا کی ایجادیں بھی مسیحیت کا ہی پھل ہیں کیونکہ ایجاد کا سلسلہ بھی اسیوقت سے جاری ہے۔ جب سے کہ دُنیا کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور مغربی دُنیا کی ایجادوں سے پہلے جسقدر ایجادیں ہو چکی ہیں ان کا شمار کرنا محال ہے اور وہ ایجادیں نہایت حیرت انگیز بھی ہیں۔ دیکھو کنواں اور جس طریق اور جن مشینوں کے ذریعہ اس سے پانی نکالا جاتا ہے کیا وہ ایک حیرت انگیز ایجاد نہیں۔ اور کیا جس شخص نے اس کو تجویز کیا وہ ایک اعلیٰ درجہ کا موجد نہ تھا۔ پھر یسوع مسیح سے پہلے لوگ کپڑے پہنتے تھے اور یہ بھی کئی حیرت انگیز ایجادوں کا نتیجہ تھا اور ان مشینوں میں سے جن کے ذریعہ کپڑا تیار ہوتا تھا۔ ایک چرخہ ہے کیا اسکا تجویز کرنیوالا ایک موجد نہ تھا۔ پھر کیا جلانے کا سامان ایک عجیب ایجاد نہیں ہے۔ پھر چقماق میں سے آگ نکال لینا کیا یہ ایک ایجاد نہیں ہے۔ غرض جب سے دنیا پیدا ہوئی ایجادوں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور جب سے دنیا کا آغاز ہوا اُسوقت سے انسان نے تہذیب میں ترقی کرنی شروع کر دی۔ اور جو شخص اس زمانہ کی ایجادوں اور ترقیوں کو مسیحیت کا پھل بیان کرتا ہے وہ یا تو خود ایک دھوکہ میں ہے یا دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے

(۷) ہاں یسوع مسیح ضرور تعریف کا مستحق ٹھہرتا اگر وہ اس قوم کو جس میں وہ پیدا ہوا ترقی کے کسی اعلیٰ درجہ تک پہنچا کر دکھا دیتا تب ہم کہتے کہ واقعی یسوع مسیح کی بدولت اس کی قوم نے ترقی کی۔ اگر یسوع مسیح کے حواری اور شاگرد اور وہ لوگ جو ان کے تابع ہوئے یسوع مسیح کی تعلیم پر چلکر کسی نمایاں ترقی کا نمونہ پیش کرتے تب ہم ضرور [illegible] کہ یسوع مسیح کی تعلیم کا نتیجہ اور برکت ہے۔ مگر انھوں نے کوئی ایسا نمونہ نہیں دکھایا۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم میں پیدا ہوئے جو بالکل وحشی اور غیر مہذب تھے مگر آپ نے ان کو با اخلاق اور با خدا انسان بنا کر دکھا دیا۔ اور وحشت کے گڑھے سے نکال کر سچی تہذیب کی اعلیٰ مینار پر پہنچا دیا اور ان کو تاریکی اور جہالت سے نکال کر نور اور روشنی میں داخل کیا اور ان کی بدولت آپ کی قوم نے ایک ایسا نور حاصل کیا جس سے نہ صرف خود روشن ہوئے بلکہ ایک دُنیا کو بھی روشن کر دیا اور اُنھوں نے مسیحی یورپ میں بھی جو خود اس وقت مسیحیوں کے بیان کے مطابق سخت جہالت اور تاریکی میں پڑا ہُوا تھا۔ ایک چراغ روشن کیا اُس چراغ کی بدولت یورپ کو معلوم ہُوا کہ مسیحیت نے ہمیں سخت اندھیرے میں رکھا ہُوا تھا اور جہالت کی تاریکی میں ڈالا ہوا تھا

اور وحشت کے گڑھے میں پھینکا ہوا تھا۔ اسلام کی بدولت ہی یورپ بیدار ہُوا اور علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہُوا۔ اور جو ترقی اُس نے کی وہ اُس وقت سے شروع ہُوئی جبکہ اُسنے اسلام کی مشعل سے روشنی حاصل کی اور علوم کی طرف توجہ کی اور کلیسا کے جوئے کو اپنی گردن سے اُتار کر پھینکدیا۔ اور مسلمان جب تک اُس راہ پر چلتے رہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو چلایا تھا تو وہ ترقی کرتے گئے مگر جب اُنھوں نے ان راہوں کو چھوڑ دیا اور آپ کے احکام کی خلاف ورزی شروع کر دی اور بجائے اتحاد کے تفرقہ اختیار کیا اور بجائے سعی کے کاہلی اور بجائے چُستی کے سُستی اور بجائے علم کے جہالت تو اُس وقت سے ان میں ادبار شروع ہو گیا

(۸) اگر یورپ کی تاریخ پر نظر کیجائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیحیت بجائے اس کے کہ ترقی کا ذریعہ ٹھہری ہو وہ ہمیشہ ترقی کی مانع رہی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ یورپ کو علم اور تہذیب کی راہ پر چلائے اُس نے اُلٹا یورپ کو جہالت اور وحشت کے گڑھے میں پھینکدیا اس کے ثبوت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ یورپ کی تاریخ میں ایک زمانہ Dark ages ڈارک ایجز کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب رومی سلطنت تباہ ہُوئی اور اسوقت ختم ہوتا ہے جبکہ سپین کے مسلمانوں کے ذریعے یورپ میں علم کا چرچا شروع ہُوا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یورپ میں مسیحیت کا دور دورہ تھا۔ اب اگر مسیحیت میں روشنی اور تہذیب کے اسباب موجود تھے تو چاہیئے تھا کہ اس کے ساتھ ہی یورپ میں روشنی اور علم پھیلنا شروع ہو جاتا۔ اور اگر پہلے کچھ وحشت موجود تھی تو وہ مسیحیت کی برکت سے فوراً دور ہونی شروع ہو جاتی۔ اور لوگ مہذب ہونے شروع ہو جاتے مگر مسیحیت کی برکت کا یہ نتیجہ ہُوا کہ یورپ میں ایک ظلمت اور وحشت کا دور دورہ شروع ہو گیا جو کئی صدیوں تک جاری رہا اور اُس کا خاتمہ اُسوقت ہُوا جبکہ مسلمانوں کی روشنی نے سپین سے نکل کر یورپ کو روشن کرنا شروع کر دیا۔ اور یورپ میں مسلمانوں کی بدولت علم کا چرچا شروع ہُوا۔ جو زمانہ ڈارک ایجز کے خاتمہ کے وقت شروع ہوا اُس کو تاریخ میں Renaissance ری نے سنس کا زمانہ یعنی علم و ہنر کے تازہ ہونے کا زمانہ کہتے ہیں جو سنہ ۱۴۰۰ء میں شروع ہُوا اور اُسیوقت سے یورپ کی ترقی شروع ہے اور تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ علم و ہنر کا چرچا یورپ میں سپین کے مسلمانوں کی بدولت ہُوا۔ اگر مسیحیت میں ترقی کا کوئی زور تھا تو وہ ۱۴۰۰ سال تک کیوں مخفی رہا اور کیا وجہ ہے کہ یورپ میں مسیحیت کے قدم کے بعد جہالت اور وحشت کا دور دورہ شروع ہو گیا اور مسیحیت بجائے اس کے کہ یورپ میں علم و تہذیب کی مشعل کو روشن کرتی جو تہذیب اور روشنی رومی سلطنت کے زمانہ میں موجود تھی اُس کو بھی قائم نہ رکھ سکی۔ اور یورپ باوجود مسیحیت کے غلبہ کے اور باوجود سلطنتوں کے مسیحی ہو جانے کے جہالت اور وحشت کے گڑھے میں جا پڑا اور مسیحیت بجائے اسکے کہ یورپ کو اس تاریکی سے نکالے خود اس کے پھیلانے اور قائم رکھنے میں مددگار ہوئی

(۹) بیشک آجکل مغربی دُنیا مادی امور میں بہت ترقی کر گئی ہے مگر ساتھ ہی اس کے یہ امر بھی درست اور صحیح ہے کہ جیسے مغربی دنیا علم و ہنر میں اور اپنے رنگ کی تہذیب میں ترقی کر رہی ہے ویسے ہی یسوع مسیح اور مسیحیت کو ترک کر رہی ہے۔ پہلے کلیسا کو حکومت میں بڑا دخل ہوتا تھا بلکہ کلیسیا کے عہدہ دار بادشاہوں پر حکومت کرتے تھے مگر اب یہانتک نوبت

پہنچگئی ہے کہ بعض مہذب ملکوں میں جو سلطنت کی طرف سے جائدادیں ملی ہوئی تھیں وہ بھی ضبط کیگئی ہیں اور کلیسا کے عہدیداروں کی جو تنخواہیں ریاست کی طرف سے ملتی تھیں وہ بھی بند کردی گئی ہیں۔ یہانتک کہ گرجوں کا سامان کرسیوں وغیرہ تک ریاست نے ضبط کرلیا ہے جن کوٹھیوں میں کلیسا کے بزرگ بمعہ اہل وعیال بود وباش رکھتے تھے ان کوٹھیوں سے بھی ان کو نکال دیا ہے۔ اور جن ملکوں میں گرجاؤں کو کسی قدر امداد سلطنت کیطرف سے ملتی ہے ان میں بھی ہزاروں لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو اس امر پر سخت اعتراض کر رہے ہیں کہ کیوں ملک کا روپیہ گرجا پر خرچ کرکے ضائع کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عام لوگ بائیبل کے خدا کا کلام ہونے یا یسوع مسیح کی الوہیت اور کفارہ کے اعتقاد کو چھوڑ چکے ہیں اور کھلے طور پر اپنے انکار کا اظہار کرتے ہیں اور مسیحیت پر اور بائیبل پر ہزاروں ہزار اعتراض اپنے لیکچروں اور اخباروں میں شائع کرتے ہیں۔ گرجوں میں لوگوں نے جانا چھوڑ دیا ہے ہزاروں نئے فرقے پیدا ہوگئے ہیں اور خود مسیحیت کے اندر سینکڑوں فرقے نمودار ہوگئے ہیں۔ اور اہل علم اور سائنس اور فلسفہ کے ماہر اکثر نہ صرف مسیحیت سے بیزار بلکہ خود اس خدا کے منکر ہیں جس کو مسیحیت پیش کرتی ہے۔ غرض اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ مسیحیت مسیحی ممالک میں سخت کمزور ہوگئی ہے۔ اور اسکا زوال روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اور وہ اسطرح گلتی جاتی ہے جسطرح کہ پانی میں نمک گل جاتا ہے۔ اناجیل تو اب ایسی ناقابل اعتبار سمجھی جاتی ہیں کہ ایک گروہ ناول سے زیادہ ان کی حیثیت نہیں سمجھتا اس لئے وہ یسوع کے وجود سے ہی انکار کرتا ہے۔ جب مہذب ممالک میں مسیحیت کا یہ حال ہے تو پھر اس صورت میں یہ کہنا کہ مغربی ممالک کی تہذیب مسیحیت کی پیروی کا نتیجہ ہے اگر مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے ہاں البتہ اگر طفل تسلی کرلیں تو بجا ہے ؛

اور تو اور خود کلیسا کے ممبروں میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو اپنے دل میں یسوع کے کفارہ اور اس کی الوہیت اور بائیبل کے کلام الٰہی ہونے کو چھوڑ چکے ہیں جس ترقی کے ساتھ خود مسیحی مذہب زوال میں ترقی کر رہا ہے اس ترقی کو کوئی عقلمند مسیحیت کا پھل نہیں کہہ سکتا۔ اگر مسیحیت کے عروج کے ساتھ مسیحی دُنیا عروج کرتی اور مسیحیت کے زوال کیساتھ اس کو زوال پہنچتا تو اس صورت میں یہ کہنا بجا تھا کہ یہ ترقی مسیحیت کی بدولت تھی مگر یہاں تو معاملہ بالکل دگرگوں ہے۔ مسیحیت کے دور دورہ کے دنوں میں تو مسیحی قوم سخت تاریکی اور ظلمت اور تنزل کی حالت میں رہی اور صدہا سال تک ترقی کرنا تو درکنار تنزل میں ہی قوم ترقی کرتی گئی اور جب قوم نے ترقی کرنی شروع کی تو اُس وقت مذہب میں تنزل شروع ہوگیا۔ اور جوں جوں قوم اوپر چڑھتی جاتی ہے مسیحی مذہب نیچے گرتا جاتا ہے ؛ تو پھر اس صورت میں کسطرح کہہ سکتے ہیں کہ مغربی قوموں کی ترقی مسیحیت کی بدولت ہے مسیحیت نے جو تلوار خود یورپ کے لوگوں پر چلائی ہے اور جو آگ اُس نے یورپ میں جلائی ہے کیا پادری صاحبان اُس سے آگاہ نہیں ہیں جو تہذیب یورپ امریکہ میں اب نظر آتی ہے پادری صاحبان تبلادیں کہ وہ تلوار اور وہ آگ کہانتک اس تہذیب کے پھیلانے میں معاون ومددگار رہی ہے۔ کیا اسی تلوار اور اسی آگ کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ جو ترقی مغربی دُنیا نے کی ہے وہ مسیحیت کا ہی ثمرہ ہے۔

(۱۰) اگر پادری صاحبان مادی ترقی کو اپنے مذہب کی سچائی کا معیار قرار دیں تو اُن کو بڑے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں بعض اور ایسی قومیں بھی ہیں جو مسیحیت کی پیرو نہیں مگر وہ اس تہذیب میں جس کو پادری صاحبان فخریہ بیان کرتے ہیں مغربی دنیا سے بھی آگے بڑھ رہی ہیں۔ کیا پادری صاحبان کو علم نہیں کہ جاپان بھی آج مہذب قوموں میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ بھی دُنیا کی طاقتوں میں داخل ہے کیا پادری صاحبان کو جنگ روس وجاپان بھول گئی۔ کیا اُس جنگ میں اُنھوں نے یہ ثابت نہیں کردیا ہے کہ وہ بھی ایک مہذب قوم ہے کیا اُنھوں نے یورپ کی ایک زبردست مسیحی طاقت کو اپنی تہذیب کے زور سے قابل شرم شکست دیکر نیچا نہیں دکھایا۔ اگر پادری صاحبان کا اصل درست ہے تو انھیں اسبات کا اقرار کرنا چاہیئے کہ جو مذہب جاپان میں پایا جاتا ہے وہ مسیحیت کی نسبت زیادہ اچھا ہے۔ اب پادری صاحبان کو چاہیئے کہ مسیحیت کو ترک کرکے جاپانیوں کا مذہب اختیار کرلیں کیونکہ ان کی تہذیب نے مسیحی تہذیب کو شکست دیدی ہے۔ جاپانیوں نے جو ترقی کی ہے وہ مسیحیت کی بدولت نہیں کی ہے کیونکہ وہ مسیح کے پیرو نہیں ہیں۔ پس جب ایک قوم بغیر مسیحی مذہب کی پیروی کے ایسی ہی ترقی کرسکتی ہے جیسی کہ مغربی دُنیا بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر تو پھر یہ کسطرح ثابت ہوا کہ جو ترقی مغربی دُنیا نے کی ہے وہ مسیحیت کی بدولت ہے۔ افسوس پادری صاحبان کے اصول پر جب کوئی سچا معیار صداقت کا ہاتھ میں نہیں رہا تو اب ڈوبتے ہوے انسان کی طرح تنکوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ خیر اُن کے اس نئے معیار کو جاپان نے خوب توڑ کر دکھایا ہے۔ اگر کچھ شرم ہو تو پھر اس معیار کو اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں کبھی پیش نہ کریں

(۱۱) مذہب کا زیادہ اثر انسان کی اخلاقی اور روحانی حالت پر ہونا چاہیئے۔ مذہب کا منشا یہ ہے کہ انسان پاکیزہ زندگی اختیار کرے۔ پس اگر پادری صاحبان اپنے مذہب کی صداقت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں تو انھیں چاہیئے تھا کہ دکھلاتے کہ یورپ وامریکہ کے لوگ مشرقی ممالک کی انسبت زیادہ پاکیزہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر پادری صاحبان خوب جانتے ہیں کہ اس معیار سے ان کا مطلب حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ جسقدر بدکاری شراب خوری زناکاری قمار بازی ٹھگ بازی اور بیحیائی مغربی ممالک میں عام طور پر پھیلی ہوئی ہے اسلامی ممالک میں نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اگر مغربی ممالک کے سامنے اسلامی ممالک کو رکھا جاوے تو ان امور میں اسلامی ممالک کو نسبتاً بالکل پاک کہا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پادری صاحبان اس معیار کو کبھی پیش نہیں کرتے۔ مگر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ مادی ترقی مسیحیت کا ثمرہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ جو گندی زندگی کا نمونہ مسیحی ممالک میں پایا جاتا ہے اسکو مسیحیت کا ہی ثمرہ نہ قرار دیا جاوے خصوصاً جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحی عقائد اور مسیحی تعلیم میں بہت سے ایسے اسباب موجود ہیں جنکا یہ ضروری نتیجہ ہونا چاہیئے تھا کہ مسیحی ممالک میں ناپاکی اور بدکاری کی اشاعت ہو اس مضمون میں یہ گنجائش نہیں کہ میں ان اسباب کو بہ تفصیل بیان کروں جنکی وجہ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا مگر ان میں سے چند امور کو اختصاراً ریویو آف ریلیجنز

اردو بابتہ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء میں بیان کیا گیا ہے۔ ناظرین وہاں ملاحظہ فرماویں

(۱۲) بالآخر میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ ایک طرف تو ان سلطنتوں اور ان کی شان وشوکت کو مسیحیت کی برکت کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف خود مسیحیوں میں وہ علماء وفضلا بھی ہیں جو نئے اور پرانے عہد نامہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ یہ سلطنتیں مسیحیت سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں بلکہ مسیحیت کی دشمن اور شیطان کی حکومت کے نیچے ہیں اور انھیں میں سے مسیح کی دوبارہ آمد کیوقت دجال نمودار ہوگا اور مسیح کا مقابلہ کریگی اور خداوند یسوع مسیح ان کو تباہ کرکے ان کیجگہ اپنی سلطنت قائم کریگا اگر کسی کو شک ہو تو وہ کرٹیکل کنٹری (تفسیر بائیبل جلد ۲ صفحہ ۹۷۵) (۳) اور کتاب بلنیس ڈاک جلد اول صفحہ ۳۰، ۳۲ و ۱۷۲ کو مطالعہ فرماوے۔ اب بھی صاحبان خود بتلا دیں کہ جب یہ معاملہ ہے تو ان سلطنتوں اور ان کی شان وشوکت کو ہم کسطرح مسیحیت کا ثمرہ قرار دیں ۰

اخبار قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ اور سب درس روزانہ ہوتے ہیں۔ یکم اپریل سنہ ۱۹۱۳ء کی شام کو مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک حضرت خلیفۃ المسیح کو ضعف جسمی ہوگیا۔ بیٹھ گئے۔ پھر لیٹ گئے۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ چلنے کی قوت نہ رہی چارپائی پر اٹھا کر لائے۔ مگر راستہ میں جب مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے گھر نہ لیجاؤ۔ مسجد میں لیجاؤ۔ بمشکل تمام مسجد کی چھت پر پہنچ کر نماز مغرب پڑھی ۰ کچھ دوائیں مقوی استعمال کیگئیں۔ باوجود اس تکلیف کے بعد نماز مغرب کا درس ایک رکوع دیا پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر تک لائے رات کو افاقہ ہوا صبح کو پھر درس دیا۔ اور بیماروں کو دیکھا۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ یکم اپریل سے اول شب میں کثرت پیشاب کے سبب یہ دورہ ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مکرم محسن مرشد کو دیر تک سلامتی وعافیت سے رکھے آمین۔ اب بالکل آرام ہے ۰ فالحمد للہ۔

اہل بیت مسیح موعود میں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب۔ مولوی فاضل عرب صاحب حافظ روشن علی صاحب۔ شیخ عبداللہ صاحب نومسلم۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری۔ صاحبان نے لودھی ننگل میں ۵ اور ۶- اپریل کو جلسہ احمدیہ میں وعظ کئے برہمن بڑیہ کو جو مولوی صاحبان گئے تھے وہ کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ مخالف مولوی مباحثہ کے واسطے نہ آئے۔ مولوی عبدالاول صاحب اور مولوی محمد یحییٰ صاحب باوجود وہاں کے روسا کے اصرار ہمارے مولوی صاحبان کے سامنے نہ آئے۔ سنا گیا ہے کہ کسی امرتسری مولوی کو بھی غیر احمدیوں نے تار دیا تھا مگر وہ بھی نہ گئے۔ ہمارے وعظ ہوئے جن سے سب پر بہت اثر ہوا شیخ غلام احمد صاحب وعظ کرتے ہوئے سنام۔ جیند بھٹنڈہ پہنچے وہاں سے جموں جائینگے اور پھر حصار کے ضلع میں خدا کا کلام سنائینگے اللہ تعالیٰ ان کے کلام میں پاک تاثیر اور برکات نازل کرے ۰ شیخ محمد یوسف صاحب کے لیکچر بھرت پور میں بہت مقبول ہوئے وہاں کے مسلمان تو انھیں واپس نہیں آنے دیتے تھے مگر بسبب پچھلے فرائض کے وہ جلد آگئے۔ بھرت پور سے ڈیگ کے مسلمان انھیں باصرار لے گئے جہاں آریاؤں کی تردید نے سامعین کو خوب لطف بخشا۔ علیگڈھ سے دو طالبعلم نورالحسن میاں وغلام ربانی صاحب درس قرآن میں شامل ہونے کے واسطے تشریف لائے ہیں شیخ عطاء اللہ صاحب ریلوے گارڈ ملکوال سے بابو عبدالحمید صاحب لاہور سے تشریف فرما ہوئے ۰ چودھری رحمت اللہ صاحب چک نمبر ۷ جنوبی نہر جہلم قواعد متعلق انصار اللہ کے اس ضروری فقرہ کی پابندی میں کہ "چونکہ تبلیغ کے لئے علم قرآن وحدیث کا ہونا ازبس ضروری ہے اس لئے اس انجمن کے ممبران حسب موقعہ وفرصت قادیان آکر ان علوم کے سیکھنے کی کوشش کریں" یہاں آئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ کچھ عرصہ رہکر قرآن وحدیث کے درسوں سے فائدہ اٹھاویں برادر غلام رسول صاحب گھٹالیاں سے اطلاع دیتے ہیں کہ سید محمد نذیر حسین صاحب نے لاہور مولوی عبداللہ چکڑالوی کیساتھ اور کلاس والہ میں پادریوں کے ساتھ مباحثہ کیا۔ ہر دو جگہ اللہ تعالیٰ نے انھیں **کامیاب کیا**۰

میاں غلام رسول صاحب سرگودہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب کے رسالہ کے واسطے قریباً چار سو روپیہ جمع کرکے ولایت روانہ کیا گیا ۰ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ۰ اور دیگر احباب کو بھی اس نمونہ کی پیروی کی توفیق دے ۰

حضرت خواجہ صاحب اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں "میری تنہائی میری بیکسی اور میرا اکیلا رات دن کو ٹھو میں جتے رہنا میرے مولا ہی کو معلوم ہے ۰ میں بلحاظ جسم میں دبلا ہو گیا ہوں۔ میرا جوڑ اور ہڈی ہڈی درد کرتی ہے حیران ہوں کیا کروں سارے کام خود کرنے پڑتے ہیں عینک لگ گئی بعض وقت وجع المفاصل شروع ہو جاتی ہے ۰ بھوک مرگئی ہے۔" یہ الفاظ تو میرے پرائیوٹ خط میں ہیں اور کسی اور غرض کے واسطے لکھے گئے جو میرے متعلق خاص ہیں ۰ مگر میں ان کو اخبار میں اسواسطے درج کرتا ہوں کہ صاحبان دل کو خواجہ صاحب کے واسطے درد سے دعا کرنے کی تحریک ہو۔ خواجہ صاحب کا ایڈریس اب خط کے واسطے مفصلہ ذیل ہے:-

112 Kew Road, Richmond
London.

ضروری اطلاع

ٹریکٹ "آگیا وعدہ کا مہدی اور مسیح آگیا" کے طلب کرنیوالے کو محصول ڈاک کے لئے ٹکٹ ضرور بھیجنا چاہیئے کیونکہ بغیر ٹکٹ بھیجے کے بہت درخواستیں آرہی ہیں۔ اب جو اصحاب ٹکٹ ارسال نہ کرینگے ان کی خدمت میں بیرنگ ارسال کئے جائینگے۔ پانچ ٹریکٹوں کے لئے ۲ پیسہ کا ٹکٹ کافی ہے ۰ والسلام (خاکسار قاضی فضل کریم احمدی لاہور لنڈا بازار گودام میاں محمد امین صاحب احمدی سوداگر چرم)

دروازہ ہند قیصرہ ہند وقیصر ہند کی یادگار میں بندرگاہ بمبئی پر جو دروازہ بنانے کی تجویز ہوئی تھی اس کا سنگ بنیاد یکم اپریل کو گورنر بمبئی نے رکھا نو لاکھ روپیہ اس شاندار دروازے پر خرچ ہوگا۔

جنگ بلقان اگرچہ بلغاریوں نے ایڈریانوپل لیلیا ہے مگر جس ہمت سے ترکوں نے مقابلہ کیا ہے اس سے ترکوں کی شجاعت کے سب قائل ہو گئے ہیں اور بعض دیگر مقامات پر ترکوں نے غنیم کو سخت نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹایا ہے صلح کے متعلق ترکی سلطنت نے طاقتوں کی تمام تجاویز کو منظور کرلیا ہے ۰ اس سے امید ہے کہ صلح جلد ہو جائیگی ۰

طاعون جہلم اور راولپنڈی کے بعض علاقوں میں طاعون کا بہت زور ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچائے ۰

وی پی جن اصحاب کی قیمت اخبار تاحال وصول نہیں ہوئی ان کی خدمت میں یکم مئی کا پرچہ وی پی کیا جائیگا۔ جو صاحب وصول نہ کرینگے ان کا [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی عنہ ایڈیٹر بدر

(گذشتہ سے پیوستہ)

صراط مستقیم کی دعا مانگنے کا مومن ہمیشہ محتاج ہے۔ کیونکہ جیسا کہ دنیوی امور میں ترقی کی کوئی حد نہیں۔ ایسا ہی دینی امور میں بھی ترقی کی کوئی حد نہیں۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا +

پارہ اوّل۔ سورۃ البقرۃ

رکوع اوّل

آیت ۲۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ ۔ جو ہدایت نامہ تم نے مانگا ہے۔ اور دُعا کی ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ وہ یہی کتاب ہے اسی پر عمل کرنے سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اور آدمی انبیاء اصدقاء اور شہداء اور صلحاء میں داخل ہو جاتا ہے +

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پاک کتاب کا اتنا ادب کیا۔ کہ اور کوئی کتاب نہ لکھی نہ لکھوائی۔ نہ پڑھی۔ نہ دیکھی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر کا زمانہ اسی رنگ میں گزرا۔ ہاں حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانوں میں ایسی مشکلات پڑیں کہ انھیں اور کتابیں دیکھنی پڑیں۔ اور ہمارے زمانہ میں یہ مشکلات اور ضروریات اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور بہت سی کتابیں ہم کو دیکھنی پڑتی ہیں +

لا ریب۔ شک یا تو کسی چیز میں ہوتا ہے۔ یا صرف شک کرنے والے کے دل میں۔ سو فرمایا۔ قرآن شریف تو ایسی کتاب ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں۔ ہاں کوئی آدمی شکی ہو تو اُس کا جواب آگے آتا ہے کہ ان کنتم فی ریب ..... الخ نیز ریب کے معنے ہلاکت کے بھی ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کتاب میں کوئی ہلاکت کی تعلیم نہیں +

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ جو لوگ انعمت علیہم میں داخل ہوئے یا داخل ہیں یا آیندہ داخل ہونگے۔ ان کا دوسرا نام متقین ہے۔ وہ ہدایت نامہ جو سورہ فاتحہ میں طلب کیا گیا تھا وہ یہی ہے اسے پڑھو۔ اس پر عمل کرو۔ یہ اس دعا کی قبولیت ہے +

دُنیا میں جو جو ہدایت کسی کو کبھی ملی ہے۔ ان سب کا جامع قرآن ہے

آیت ۳۔ اس آیت شریفہ میں انسان کو کامیاب اور بامراد ہونے کے لئے تین گر بتلائے ہیں۔ ایمان بالغیب۔ دُعا توجہ۔ اور انفاق فی سبیل اللہ۔ دُنیا کے جسقدر کمالات ہیں۔ ان سب کا آغاز ایمان بالغیب سے ہے۔ سب سے اول غیب سے ہی کام لیا جاتا ہے تمام ریاضی کی بنیاد غیب پر ہے۔ نقطہ۔ دائرہ اور خط سب فرضی ہوتے ہیں۔ اور اسی پر سب ریاضی کا علم بنتا ہے۔ علم حساب بھی فرضی باتوں سے شروع ہوتا ہے۔ لڑکوں کو سوال حل کرنے کے واسطے دیا جاتا ہے کہ ایک شخص کے پاس ہزار روپیہ ہے۔ اس بھاؤ خرید کرتا ہے اس بھاؤ فروخت کرتا ہے۔ بتلاؤ کیا منافع ہوگا۔ یہ سب فرضی باتیں ہیں۔ نہ کوئی شخص ہے۔ نہ کچھ روپیہ ہے۔ نہ کوئی تجارت ہے۔ لیکن اسی سے بچہ بڑا حساب داں بنجاتا ہے۔ پولیس بھی غیب سے کام چلاتی ہے۔ اس کو پکڑو۔ اُس کی تلاشی لو۔ آخر مقدمہ نکل ہی آتا ہے۔ دوم۔ دعا اور توجہ ہر امر میں کامیابی کے واسطے ضروری ہے۔ تیسرا گر کامیابی کا یہ ہے کہ انسان اپنے کام پر کچھ خرچ کرے۔ ہر ایک کام کیواسطے پہلے خرچ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پھر اتنا ہی بڑا نفع ہوتا ہے۔ ریل بنائی جاتی ہے تو فی میل ایک لاکھ روپیہ کے خرچ کا اندازہ اوسط ہوتا ہے۔ اتنا خرچ کیا جاتا ہے تو پھر آمدنی بھی کروڑوں ہوتی ہے +

آیت ۴۔ پھر کامیابی کے لئے تین اور گر فرمائے ہیں +

(۱) موجودہ وحی پر ایمان ہو +

(۲) پہلی وحیوں پر ایمان ہو +

(۳) آخرۃ پر یقین ہو +

پہلے ہدایت ناموں کے متعلق ہم نہیں جانتے کہ جہان کب سے ہے - اور خدا کے نبیوں اور رسولوں پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوتے رہے ہے - ہم اُن کا شمار نہیں کر سکتے - یسوعی لوگوں نے دُنیا کی عمر چھ ہزار سال قرار دی ہے اور آریہ لوگ چند ہندسے لکھ دیتے ہیں - آخر چار ارب تک یا اس کے قریب قریب بتاتے ہیں - مگر قرآن شریف نے کوئی حد دُنیا کے ابتدا کی نہیں لگائی - ہاں اللہ تعالےٰ نے ان تمام مشترکہ ہدایات کو جو پہلوں پر نازل ہوئیں اور ہمارے لئے ضروری ہیں - اس پاک کتاب میں جمع کر دیا ہے +

آیت ۵ مفلحون - یہ مومنوں کو ایمان کا نتیجہ بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ متقی دُنیا میں آتے رہے ہیں وہ مظفر و منصور ہو کر گئے ہیں - اور اُن کے دشمن ذلیل و نامراد ہوتے رہے ہیں + اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی مخالفت نہیں ہوتی وہ مظفر و منصور نہیں ہوتے +

آیات ۶ و ۷ اس جگہ مغضوب علیہم لوگوں کا ذکر آگیا ہے اور جس طرح متقی دو قسم کے ہیں - یہ بھی دو قسم کے ہیں +

(۱) تین گروہ ادنیٰ درجہ کے ہیں +

(۲) تین گروہ اعلےٰ درجہ کے ہیں +

(ا) جس گروہ نے کفر کی وجہ سے سُننے کی بھی برداشت نہیں کی اُس کو یہ سزا دیگئی کہ اُسکے دل پر مُہر لگائی گئی +

(ب) جس گروہ کے واسطے سُننا اور نہ سُننا برابر ہوا - سن تو لیا مگر کچھ پروا نہ کی - اس کو یہ سزا دیگئی کہ اسکے کانوں پر مُہر لگائی گئی +

(ج) اور جو گروہ کہتا ہے کہ ماننا یا نہ ماننا برابر ہے - فرق ہی کیا ہے - اُس کی بصارت پر پردہ ڈالا گیا - غرض جیسا کیا ویسا بدلہ پایا - جو آگ کھائے گا اُس کا مُنہ جلے گا - اور مغضوب علیہم بننے کا آخری نتیجہ یہ ہوا - کہ

ولھم عذاب عظیم اور انکے لئے سخت عذاب ہے +

پارہ اوّل سورۃ البقرہ

رکوع دوم

آیت ۱ وما ھم بمؤمنین - ب کے معنے ہیں بالکل + یہ لوگ بالکل مومن نہیں ہیں - صرف دعوٰی ہی دعوٰے ہے - دوسروں کے سامنے اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں - مگر ان میں حقیقی دلی اور عملی رنگ نہیں ہے +

آیت ۲ وما یخدعون الّا انفسھم - وہ تو اللہ اور مومنین کو چھوڑتے ہیں - مگر دراصل اپنے ہی نفس کو محروم کرتے ہیں خادع کے معنے ہیں ترک اور خدع کے معنے امسک کے ہیں + یہ منافقوں کی حالت ہے - اور اہلِ تشیع کے واسطے قابل غور ہے جو صحابہ کو منافق قرار دیتے ہیں - اگر وہ منافق ہوتے تو نامراد و ناکام ہوتے مگر اللہ تعالےٰ نے ان کو مظفر و منصور کیا - جس سے شیعی خیالات کا رد ہوا

وما یشعرون - بعض لوگ اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں - مگر اِن کو کچھ شعور نہیں ہوتا - کہ ہمارا نقصان ہو رہا ہے +

آیت ۳ مرض - ان کو بیماری یہ ہے - کہ نہ قوتِ فیصلہ ہی اگر قوتِ فیصلہ ہوتی - تو ایمان و کفر میں فرق کرتے + اور نہ تاب مقابلہ ہی اگر ہوتا تو مسلمانوں ہی سے لڑ پڑتے +

زاد - بعض کے نزدیک یہ کلمہ دعائیہ ہے + اُن پر ابتلاء اس وجہ سے تھا - کہ بعض مسائل رسم و رواج یا عام خیالات کے خلاف تھے اس لئے فرمایا - کہ قرآن شریف نازل ہو رہا ہے اور ایسے مسائل دِن بدن بڑھیں گے - ساتھ ہی ان کا مرض بھی بڑھتا جائے گا +

عذابٌ الیمٌ - اس کی وجہ ہے - بما کانوا یکذبون - یہ لوگ ہمیشہ دُکھ میں رہیں گے - اور یہ بسبب اسکے کہ تھے جھوٹ بولتے جھوٹ بولنا بھی نفاق کا شعبہ ہے +

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس حدیث صحیح بخاری سے نوٹ

مرتبہ محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر - جو حضرت کو دکھا کر چھاپے جاتے ہیں

(گزشتہ سے پیوستہ)

یہ سب وحیاں ہیں - مگر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو وحی ہوئی وہ بہت اعلیٰ شان رکھتی ہے - اس سے مُراد یہ وحیاں نہیں ہیں - بلکہ اس کی شان بہت بلند ہے - اس واسطے امام علیہ الرحمۃ قول اللہ عزوجل - انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح - اس جگہ لائے ہیں کہ ہم نے تیری طرف وحی کی - جیسا کہ نوح کی طرف ہم نے وحی کی تھی - اور اسی واسطے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ابتدائے وحی کا باب باندھا - مگر سب سے پہلی حدیث جو لائے وہ ہے - انما الاعمال بالنیات - کیا معنے - ارادی کام ارادہ پر موقوف ہیں - جیسی نیت ویسے پھل - گندم از گندم بروید جو ز جو - از مکافاتِ عمل غافل مشو - جو آگ کھائے گا اُس کا مُنہ جلے گا - حدیث کے جمع کرنے کا عظیم الشان کام اور اس کا ابتداء نزول وحی کے بیان سے کیا - لیکن امام صاحب علیہ الرحمۃ ڈر گئے کہ کتاب کا لکھنا - لکھانا - پڑھنا - پڑھانا - خرید کرنا اس کا سُننا - یہ سب مخلوق الٰہی کا بہت سا وقت محنت اور روپیہ لے گا - ایسا نہ ہو کہ یہ ضائع جائے اور بے فائدہ بوجھ ہو - اس واسطے ضروری ہے کہ پہلے اپنی نیتوں کو درست کر لو - اور پھر اسے شروع کرو +

اہل بیت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بڑی حکمت سے نزول وحی کے متعلق سب سے پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لی ہے - عائشہ ایک عظیم الشان عورت تھی - وہ جوان تھی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سب حالات پوچھ سکتی تھی - امام بخاری نے اس میں اشارہ کر دیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیاں اہل بیت میں تھیں - قرآن شریف سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے - کلام پاک میں اہل بیت کا لفظ تین جگہ آیا ہے - اور ہر جگہ بیبیوں کے متعلق بولا گیا ہے

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی کے متعلق قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید - حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو بی بی سارہ نے تعجب کیا - تب خوشخبری دینے والوں نے کہا - اے اہل بیت کیا تو اللہ کے حکم اللہ کی رحمت اور اس کی برکتوں پر جو تم پر ہیں تعجب کرتی ہو - بیشک وہ پاک ذات تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے - (پارہ ۱۲ رکوع ۷) +

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے متعلق - وحرمنا علیہ المراضع من قبل فقالت ھل ادلکم علی اھل بیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون - جب موسیٰ کو آل فرعون نے صندوق میں سے نکالا - اور انھیں اس کے واسطے دودھ پلانے والی کی تلاش ہوئی - اور وہ کسی کا دودھ نہ پیتے تھے - تو حضرت موسیٰ کی ہمشیرہ وہاں پہنچیں - اور کہا میں تمہیں ایک اہل بیت بتلاتی ہوں جو تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کرے اور خیر خواہی سے کرے (پارہ ۲۰ رکوع ۴) +

(۳) وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوٰۃ واٰتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا - آنحضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں کو حکم ہوتا ہے - اپنے گھروں میں ٹکی رہو - پہلی جاہلیت کے زمانہ کے نمائشی بناؤ سنگار نہ کرو - نماز قائم رکھو - زکوٰۃ دو - اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو - ضرور اللہ کا ارادہ ہے - کہ تم سے بدی کو دُور کرے اور تمہیں بالکل پاک صاف کرے +

غور کرو - ان تمام جگہوں میں اہل بیت بیبیاں ہیں اور لیذھب عنکم الرجس اھل البیت کے آگے پیچھے بیبیوں کا ہی ذکر ہے +

صلصلۃ الجرس - ٹلی کی آواز - فرمایا - بعض دفعہ وحی اس طرح آتی تھی جس طرح کی ٹلی کی آواز ہوتی ہے +

خدیجہ - اللہ تعالےٰ کے محض فضل و کرم سے انسان کو یار و غمگسار بیبیاں ملتی ہیں - حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایسی ہی تھیں وہ بہت فہیم اور آنحضرت کی خدمتگزار عورت تھیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کی خوبیوں سے واقف تھیں۔ جب آنحضرت وحی کی عظمت سے
مرعوب ہوئے اور خوف زدہ ہو کر خدیجہ سے ذکر کیا تو اس پاک بی بی
نے کیا لطیف جواب دیا کہ اللہ تعالے آپ کو ہرگز ضائع نہیں کریگا
آپ خوف نہ کھائیں۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ دکھیاروں کا دُکھ اُٹھاتے
ہیں۔ جو چیز کہیں نہیں ملتی آپ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔
آپ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ لوگوں کے مصایب کے وقت چندوں
سے مدد دیتے ہیں۔ ایسا آدمی کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالے
ایسوں کو ذلیل نہیں کرتا +

رؤیائے صالحہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے فرماتی
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے رؤیائے صالحہ
سے وحی شروع ہوئی +

خشیت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ڈر گئے۔ انبیاء کے
ساتھ بشریت رہتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے دیکھا کہ اب تو سارا جہان
مخالف ہو جائے گا۔ اور جان کے لالے پڑ جائینگے۔ یہ بہت مشکل
کام ہے جس پر بوجھ پڑتا ہے وہی جانتا ہے۔ اور انبیاء کو اللہ تعالے
کا خوف و خشیت سب سے زیادہ ہوتا ہے +

نصیحت۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ خدیجہ صدیقہ نے
جو صفات حسنہ بیان فرمائی ہیں وہ اپنے اندر پیدا کریں +

(۱) صلہ رحمی۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک +
(۲) دکھیاروں کا دُکھ اُٹھانا۔ ناتوانوں کا بوجھ اُٹھانا +
(۳) جس چیز کی لوگوں کو ضرورت ہو اور کہیں نہ ملتی ہو اسے مہیا کرنا +
(۴) مہمان نوازی کرنا +
(۵) مصائب کے وقت چندوں سے مدد دینا +
(۶) سچی بات بولنا +
(۷) امانت کو واپس ادا کرنا +

(پچھلی دو باتیں ایک اور حدیث میں اور جگہ بخاری صاحب سے آنحضرت
صلعم کی صفات [illegible] ہیں)

فیفصم۔ الفصم۔ القطع۔ جدا ہو جاتی تھی۔ جب وہ حالت
الگ ہو جاتی تھی +

یتمثل لی الملک رجلاً۔ معلوم ہوا کہ فرشتے اپنے اصلی
وجود کے ساتھ نہیں اترا کرتے۔ بلکہ تمثیلی وجود ہوتا ہے۔ حضرت مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تفصیل اپنی کتاب توضیح مرام میں کی
ہے جو کہ فائدہ عام کے واسطے اس جگہ درج کی جاتی ہے +

محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے
شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چلکر زمین پر اُترتے
ہیں اور یہ خیال بہ بداہت باطل بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہی ضرور ہوتا کہ ملائک
اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنے اصل وجود کے ساتھ زمین
پر اُترا کرتے تو پھر ان سے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایت درجہ محال
تھا مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزارہا ایسے لوگوں کی
جانیں نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار میں ایک دوسرے سے ہزارہا
کوسوں کے فاصلہ پر رہتے ہیں اگر ہر یک کے لئے اس بات کا محتاج
ہو کہ اول پیروں سے چلکر اُس کے ملک اور شہر اور گھر میں جاوے اور
پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اُس کو موقعہ ملے تو ایک سیکنڈ
کیا اتنی بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینے کی مہلت بھی کافی نہیں
ہو سکتی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے
ایک طرفۃ العین کے یا اُس کے کم عرصہ میں تمام جہان کو گھوم کر چلا
آوے ہرگز نہیں بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو اُن کے لئے
خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے
نہیں ہوتے جیسا کہ خدا تعالے اُن کی طرف سے قرآن شریف میں
فرماتا ہے وما منا الا له مقام معلوم وانا لنحن الصافون
سورۃ صافات جزو ۲۳۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے
مقام پر ہے اور اسکی گرمی و روشنی زمین پر پھیلکر اپنے خواص کے
موافق زمین کی ہر یک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح روحانیات
سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا
دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے اُن
کو نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ انکو لقب دیں

دواءِ دق

اس زمانہ میں یہ مہلک مرض بہت پھیلتا جاتا ہے اور بہت کم بیمار اس سے شفا پاتے ہیں لیکن

حکیم دا ئم دوا ء حکیم نے نہایت جانفشانی سے دواء دق طیار کی ہے جو خدا کی مہربانی سے بہت سے مایوس العلاج اس کے استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں اس کی تصدیق بہت سے اطباء نے کی ہے ۔ غربا کو مفت اور ذی استطاعت کو ۲ خوراک عہ میں دیجاتی ہیں

ملنے کا پتہ حکیم عباسی صاحب معرفت بدر ایجنسی قادیان

مفرح یاقوتی

تیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور ۔ مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیح اعضاء رئیسہ کو طاقت دیتی ہے ۔ مبہی مفرح اور مقوی ہے ہر قسم کے ضعف وسستی اور ناطاقتی کو دور کرتی ہے ۔ دفتر اخبار بدر سے بادائے قیمت نقد ساڑھے چار روپے رعائتی قیمت ماہ اپریل کیواسطے چار روپے

الف خانی سیاہی ۱/۴

اصلی اور نقلی کی پہچان

عام طور پر صدہا بلکہ ہزارہا چیزوں میں اصلی اور نقلی کی شکایت سُنی جاتی ہے جو ایک حد تک صحیح ہے ۔ اسیطرح الف خانی سیاہی بھی بہت دلیری اور چالاکی سے نقلی بننے لگی ہے ۔ یہانتک کہ نقلی سیاہی کے پیکٹوں پر لوگوں نے اصلی مہر کی ہمشکل مہر بھی بنوا کے لگا دی ہے ۔ مگر ہم جتا دیتے ہیں کہ جب پیکٹ سیاہی پر مہر دیکھو تو اس میں سنہ ضرور دیکھ لو ۔ الف خاں صاحب مرحوم کی مہر میں سنہ ۱۳۳۰ھ ہجری لکھا ہوا ہے اور دوسری نقلی مہر میں سنہ ہی کو اڑا دیا ہے ۔ بس اگر آپ اتنا خیال کر لینگے تو پھر اصلی اور نقلی میں دھوکا نہ کھا ئینگے ؛

المشتہر عبد العزیز خاں دہلی

بازار چتلی قبر مجلسرائے الف خاں عبد الغنی خاں

نوٹ علاوہ مہر کے ہمارے دستخط بھی اصلی بنڈل پر ہونگے ۔

چشمہ حیات ۱/۲

حکمائے یونان اور ڈاکٹران یورپ وامریکہ کی تحقیقات کا نچوڑ اور بچپن کی غلط کاریوں کا تریاق ہے ۔ اس کتاب میں مرض جلق جریان ۔ سرعت ۔ احتلام اور نامردی وغیرہ مہلک امراض کی کامل تحقیقات ان کے نتائج اور اسباب وعلامات واضح اور سلیس عبارت میں لکھے گئے ہیں اخیر میں ان تمام امراض کا علاج مجرب اور تیر بہدف نسخہ جات کے ذریعے کیا گیا ہے گویا نایاب مگر قابلدید کتاب ہے قیمت صرف ۸ ر رسالہ مشورہ صحت درخواست پر مفت بھیجا جاتا ہے

حکیم مرزا عنایت خاں حیرت امرتسر کٹڑہ سفید

بوٹ سلیپر منگوالیں ۵/۱۲

تجارت پیشہ احباب کیخدمت میں التماس ہے کہ اگر آپکو کلکتہ ساخت ہاف سلیپر و بوٹ شوز وغیرہ کی ضرورت ہو تو ہمارے کارخانہ سے طلب فرمایا کریں انشاء اللہ رعایت کو مد نظر رکھا جاویگا ؛ علاوہ سلیپر و بوٹ وغیرہ کے اور اشیاء بھی دو پیسے فی روپیہ کمیشن پر انشاء اللہ بھیج سکینگے ؛

الیس محمد امین و فضل کریم (احمدیان) کمپنی کارخانہ سلیپر نمبر ۳۲ مچھوا بازار سٹریٹ کلکتہ

ڈاکٹر الیس کے برمن کا بنایا ہوا پین ہیلر ۲/۴ ۵۰/

اندرونی درد پیٹ مروڑ اس سے دور ہوتی ہے ۔ اندرونی بیرونی درد موچ چوٹ سے یا گٹھیا کے سبب جوڑوں میں یا گانٹھوں میں ریاح یا سردی سے کمر کولھا ۔ پنجر گردن وغیرہ میں جیسا درد ہو اس کی مالش سے جاتا ہے داڑھ مسوڑہ کے درد کو بھی فائدہ کرتا ہے ؛

قیمت ۱۲ ار شیشی ڈاک محصول ۵ ر

فہرست جس میں جنتری اور سارٹیفکٹ درج ہیں بلا قیمت درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہے ؛

ڈاکٹر الیس کے برمن نمبر ۵ و ۶

تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

مختصر فہرست دوکان محمد یمین احمدی تاجر کتب احمدی بازار قادیان شریف

حمائل شریف روسی مطلا جلد	عہ	اقیموا الصلوٰۃ	ار
حمائل شریف مجلد مترجم	۱۰ر	سلک مروارید ہردو حصہ	۸ر
الیس اللہ بکاف عبدہ	۔ر	دین الحق	۸ر
قطعات اشعار حضرت اقدس	۲ر	خطبات نور ہردو حصہ	عہ
پارہ عمّ مترجم	۲ر	دینیات کا پہلا رسالہ	ار
جواب شبہات	۱ر	نور الدین بجواب ترک اسلام	۰۸ر
نظم براہین پنجم	ار		
تبلیغی کارڈ ۲۶ اقسم فی سیکڑہ	۶ر	مجموعہ فتاوےٰ احمدیہ ہر سہ حصہ	۱۵ر
ظہور المسیح	۲ر		
حقیقت نماز	۷ر	اسماء الحسنیٰ	۵ر
مریم صدیقہ کشمیر		مراۃ الجہاد	۸ر

ملنے کا پتہ

محمد یمین تاجر کتب ۔ قادیان

بے نظیر علمی اخلاقی تاریخی جدید کتابیں

خطبات احمدیہ (از سر سید) معہ عکسی تصویر قیمت عہ
سوانح عمری مولانا روم (از مولانا شبلی) قیمت ۱۲ر
اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر (از مولانا شبلی) قیمت ۴ر
زیب النساء (از مولانا شبلی) ار
مجموعہ رسائل شبلی ۸ر
سوانح عمری ۔ حیدر علی سلطان میسور حجم ۴۸۰ قیمت ۱۲ار
سوانح ٹیپو سلطان صفحہ ۲۳۶ ۔ قیمت ۱۲ار
حیات خسرو ۔ صفحہ ۲۳۶ ۔ قیمت مجلد ۱۲ار
طبی امراکی انسائیکلو پیڈیا ۔ یعنی لندن کی طبی سوسائٹی نے ڈاکٹر و دواؤں کی سال بسال تحقیقات کے حکیمانہ نتائج ایک کتاب کی صورت میں شائع کئے تھے جس کا اردو ترجمہ اسرار ادویہ کے نام سے شائع ہوا ہے جسمیں یورپ کی تمام پیٹنٹ ادویہ کے نسخے مع ترکیب استعمال درج ہیں ۔ مجلد ۱۰ار
امراۃ المسلمہ ۔ یعنی پردہ کی تائید اور آزادی نسواں کی تردید میں مصر کے شہرہ آفاق علامہ فرید وجدی کی کتاب کا ترجمہ ۸ر

علاوہ ازیں ہر قسم کی جدید الطبع مشرح و معرا قانونی طبی دینی تاریخی کتابیں بھی بکفایت ملسکتی ہیں ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ ۔ مینیجر جنرل بکس ایجنسی امرتسر (لاہوری گیٹ)

چشمہ زندگی کے مطالعہ سے محروم رہنا سخت بدقسمتی ہے

کیونکہ ملک کی معزز ترین شخصیتوں نے اس کو از حد مفید بتلا کر اس کا مطالعہ آپ کے لئے ضروری قرار دیا ہے

چنانچہ جناب حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں "جناب کی تصنیف چشمۂ زندگی کو جسوقت ڈاک میں آئی پڑھا یہ کتاب مجھے اپنے مضمون میں پسند آئی ہے آپکی محنت بہت قابل قدر ہے مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر ملک اس کتاب کی قدر کرے نور الدین از قادیان

جناب پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑہ سے رقمطراز ہیں رفاہ خلق کیلئے یہ ہدایات نہایت ضروری سمجھے جنکی اشاعت کی توفیق حکیم مطلق نے آپکو عطا فرما کر نعم الرفیق وحبذ الشفیق کہلانیکا استحقاق بخشا حمد بحید اور ثنا بے بعید واحد لاشریک کے شایاں ہے جس نے منفعت عامہ کیلئے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو ناصح خلق قرار دیا خوش نصیب ہوگا وہ شخص جس نے حفظ ماتقدم اور تدارک مافات کا حصہ ان نایاب اور قابلقدر ہدایات سے لیا

نوٹ۔ ذیل میں صرف نام نامی درج ذیل ہیں کیونکہ انکے مبارک سفارشی اور تعریفی الفاظ کی گنجایش نہیں حاذق الملک بہادر حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب پیر کمال گیلانی صاحب کوہاٹ

خلیفہ اعظم حافظ ظفر علی صاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ۔ خانبہادر خان بابا اکسٹرا اسسٹنٹ (ریٹائرڈ) پشاور

نوٹ :- ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب باتصویر رنگین $\frac{22\times18}{8}$ سائز قیمت غیر مجلد دو روپے چار آنے (۲/۴) محصول ڈاک ۳/

قبض انسانی صحت کی سخت دشمن ہے

یہ بخار سر درد زکام۔ دمہ کھانسی تپ دق۔ یرقان بواسیر۔ درد گردہ بدہضمی وغیرہ وغیرہ لاتعداد امراض کا پیش خیمہ ہے۔ پس رشیوں۔ اسلامی حکماء اور مغربی علماء کے مستند سچائی کا استعمال کرو جو اس سے پیدا شدہ جملہ عوارضات کے مستقل دفعیہ کیلئے | آلہ وستی جنتر

تریاق! تریاق!! تریاق!!!

ہے مفصل واقفیت کے لئے کتاب شودھن ودھی قیمتی چھ آنے منگوا کر آپ از حد مفید سچائی سے آگاہی پاکر دائمی صحت پاؤ۔ تجربات

جناب سعد اکرم خانصاحب تحصیلدار جموں لکھتے ہیں ایک عمدہ آلہ آپ سے منگوایا تھا ہمہ صفت موصوف پایا ایک آلہ اور ارسال کردیں

جناب رحمت اللہ صاحب سب ڈویژنل آفیسر مردان۔ مجھے یقین ہے کہ جن اصولوں پر یہ آلہ مبنی ہے وہ نہایت ہی مفید موثر اور کارگر ہیں۔ لالہ رلا رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ واقعی بہت چیز ہے مجھے گذشتہ سالوں میں اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ مکمل سامان اعلیٰ قیمت پانچ روپے محصول ڈاک ۱۲/

پتہ :- مہتہ سیتا رام دت وید کویراج آدتیہ اوشد ہالیہ - صدر بازار راولپنڈی

کشتہ جریان ۲۶ نمبر

غربا کی درخواست منظور بجائے تین روپے کے ڈھائی روپے جریان کثرت احتلام ان امراض میں یہ کشتہ از حد مفید بلکہ اکسیر ثابت ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے آئندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔ جریان کی شناخت پیشاب کے پہلے یا بعد میں منی کا گرنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردہ کی طرح بلکہ زندہ درگور کردیتی ہے اور اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا۔ نسیان کمی خون دل کا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا۔ ناامیدی بے خوابی غمگینی۔ نامردی وغیرہ امراض شدید حملہ آور ہوتے ہیں جو اس بیماری میں مبتلا ہو وہ علاج کا کوشاں رہے ہرگز بیخوف و بےفکر نہ رہے ورنہ امراض بالا میں مبتلا ہوکر ہلاکت تک نوبت پہنچیگی ہم نے اس کشتہ کو بڑی محنت سے طیار کیا ہے اور کئی پرانے جریان والے مریضوں پر آزمایا ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۴ روز کے استعمال سے شفا پا گئے۔ بعد تجربہ اور دعاؤں کے اعلان کیا جاتا ہے تاکہ پبلک فائدہ اٹھائے قیمت ۲۴ روز معہ سفوف ۲/۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر نظام جان۔ عبد الرحمن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ کا اعلان عرصے سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند جالا پھولا سبل سرخی اور ابتدائی موتیا بند وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ اول قسم فی تولہ ۲/ قسم دوم ۱/ قسم سوم ۸/ اصلی ممیرا جسکی قیمت ۵/ فی تولہ ہے فی الحال دو ماہ کے لئے اسکی رعایتی قیمت ۳/ فی تولہ کردی ہے۔ بعض ضروریات نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کردیا ہے ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کرکے آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں اُن کے لئے بہت مفید ہے۔

ست سلاجیت

مقوی اعضا رنانع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم۔ ریاح۔ دق دفع تبخیر خیت وقاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل البول وسیلان منی دیبوست وورد مفاصل وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود دودھ کے ساتھ صبح کے وقت استعمال کریں قسم اول کی قیمت ۱۲/ فی تولہ قسم دوم ۸/

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی اور سیاہ۔ سفید و ماشی اور سوتی دستری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ہر قیمت کی مل سکتی ہیں

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان۔ ضلع گورداسپور

کھوئی ہوئی قوت

کی واپسی کے لئے ہمارے ایک معتبر بھائی ایک معتبر اور قیمتی دوائی کھانے اور لگانے کی پیش کرتے ہیں۔ قیمت مبلغ عہ روپے۔

ملنے کا پتہ بدر ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور